ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۱۴؍دسمبر ۲۰۰۱ء شمارہ ۵۰
۲۸؍رمضان ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۱۴؍فتح ۱۳۸۰ ہجری شمسی

رمضان المبارک۔ مغفرت کا مہینہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے رمضان کی راتوں میں عبادت کے لئے قیام کیا اس کے تمام گزشتہ گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصوم)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۸؍رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز ہفتہ) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۹ کے درس کا خلاصہ)

(تیسری قسط)

لندن۔(۸؍رمضان المبارک۔ ۲۴؍نومبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا آٹھواں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۳۹ تا ۱۴۹ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفة المسیح الاوّلؓ کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آیت ۱۳۹، ۱۴۰ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد اس کے مشکل الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔ سب سے پہلے مفردات امام راغب کے حوالہ سے لفظ ﴿جَاوَزْنَا﴾ کی لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ جَوْزُ الطَّرِيْقِ کے معنی راستہ کے وسط کے ہیں۔ اسی سے جَازَ الشَّيْءُ ہے جس سے کسی چیز کا جائز یا خوشگوار ہونا مراد ہوتا ہے گویا اس نے وسط طریق کو پکڑا۔ جَوْزُ السَّمَآءِ، وسط آسمان۔ اَلْجَوْزَآءُ آسمان کے ایک بُرج کا نام ہے کیونکہ وہ بھی وسطِ آسمان میں ہے۔ شَاةٌ جَوْزَآءُ، سیاہ بھیڑ جس کے وسط میں سفیدی ہو۔ جَاوَزَهٗ کسی چیز کے وسط سے آگے گزرنا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْبَحْرَ﴾۔ پھر ﴿يَعْكُفُوْنَ﴾ کی حل لغات میں فرمایا: اَلْعُكُوْفُ: اَلْاِقْبَالُ عَلَى الشَّيْءِ وَمُلَازَمَتُهٗ عَلٰى سَبِيْلِ التَّعْظِيْمِ۔ تعظیماً کسی چیز کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے وابستہ رہنا۔ اور شرعاً مسجد میں اپنے آپ کو پابند رکھنے کو کہتے ہیں۔ اور ﴿مُتَبَّرٌ﴾ کے تحت فرمایا: اَلتَّبْرُ کے معنی اَلْاِهْلَاكُ ہلاک کر دینے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے تَبَرَهٗ وَ تَبَّرَهٗ۔ اس نے اسے ہلاک کر ڈالا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ. وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا. وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيْرًا﴾۔ (مفردات امام راغب)

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

دعا ہی اصل عبادت ہے۔ رسول اللہ ﷺ جامع قسم کی دعاؤں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

دعا کی قبولیت بھی دعا ہی کی محتاج ہے۔ صدقات، دعا اور خیرات سے ردّ بلا ہوتا ہے۔

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰؍نومبر ۲۰۰۱ء)

(لندن ۳۰؍نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رمضان کی مناسبت سے آج کا خطبہ دعا سے متعلق ہے۔ مختلف آیات و احادیث کے حوالہ سے دعا کے مضمون پر ہی زور دیا جائے گا کیونکہ یہ دعاؤں کا مہینہ ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیات ۵۶۔۵۷ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد احادیث کے حوالہ سے بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ دعا ہی اصل عبادت ہے۔ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جامع قسم کی دعاؤں کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ جامع سے مراد یہ ہے کہ جس امر کی دعا کی جائے اس کے ہر پہلو کو لے لے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تمہیں نیک باتوں کا حکم دینے اور بری باتوں سے روکنے کا حکم دینا پڑے گا ورنہ پھر تم دعائیں کرو گے مگر وہ قبول نہیں کی جائیں گی۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ زبردستی تلوار کے زور سے روکو۔ آنحضرتؐ نیک باتوں کا حکم دیتے تھے اور بری باتوں سے روکتے تھے مگر کسی تلوار کے زور سے ایسا نہیں کیا بلکہ حسنِ نصیحت سے ایسا کیا۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ خود اپنے خلاف بددعا نہ کرو، نہ ہی اپنی اولاد کے خلاف بددعا کرو اور نہ اپنے ماتحتوں کے خلاف بددعا کرو۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ اپنے خلاف ویسے تو لوگ بددعا نہیں کرتے مگر بعض کو یہ گندی عادت ہوتی ہے کہ اپنے خلاف، اپنی اولاد کے خلاف، اپنے جانوروں بیلوں وغیرہ کے خلاف عادةً ایسی باتیں کرتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رمضان میں خصوصیت سے اپنی زبان پر اور دعاؤں پر قابو رکھا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ دعا سے وہ دعا مراد ہے جو بجمیع شرائط ہو۔ جب تک اللہ توفیق نہ دے دعا کے تمام شرائط کو انسان پورا نہیں کر سکتا دعا میں صرف تضرع کافی نہیں بلکہ تقویٰ اور یقین اور راستی اور کامل توجہ وغیرہ شرائط بھی ضروری ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ دعا کی قبولیت بھی دعا ہی کی محتاج ہے کہ اللہ ہماری دعاؤں میں وہ اثر پیدا کرے جو قبولیت کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ صدقات، دعا اور خیرات سے ردّ بلا ہوتا ہے۔ دعا کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پھر اللہ تعالیٰ ساری مشکلات دور کر دے گا۔

باقی خلاصہ صفحہ نمبر ۸ پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خلاصہ درس القرآن از صفحہ اول

آیت ۱۳۹۔۱۴۰:﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ......مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾۔ پھر فرمایا کہ علامہ فخر الدین رازی ﴿وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ......الخ﴾ کی تفسیر کے تحت لکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی قسما قسم کی نعمتوں کا ذکر کیا کہ اس نے بنی اسرائیل کے دشمن کو ہلاک کیا۔ اور انہیں دشمن کی زمینوں اور ان کے گھروں کا وارث کر دیا تو اس کے بعد اپنے سب سے بڑے انعام کا ذکر کیا جو انہیں سلامتی کے ساتھ سمندر سے پار لے جانا تھا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام سورتوں میں اس امر کو بیان کیا ہے کہ وہ کیسے انہیں سلامتی کے ساتھ سمندر پار لے گیا۔ اور یہ اس طرح تھا کہ جب موسیٰ نے سمندر کو سونٹا مارا تو سمندر پھٹ گیا اور خشک ہو گیا"۔ حضور ایدہ اللہ نے امام رازی کے متعلق فرمایا کہ یہ بہت ہی گہرے مفسر ہیں لیکن اس کے باوجود اس زمانہ کی اسرائیلیات سے متأثر ہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے اس وقت سونٹا مارا تھا جبکہ سمندر کے اوپر کی طرف سے جو سیلاب کی لہر آ رہی تھی وہ ایک طرف سے چڑھ رہی تھی اور دوسری طرف جوار بھاٹا کی لہریں واپس ہوئی ہیں۔ اور سیلاب کم ہوا تو درمیان سے راستہ نکل گیا۔ اور اس رستہ سے جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم سمیت خیریت سے گزر گئے تو فرعون اپنے لشکروں کے ساتھ غرق ہو گیا۔ حضور نے امام رازی کے حوالہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:"اور پھر بیان کیا کہ جب بنی اسرائیل نے ایک قوم کو اپنے بتوں کی پوجا میں مشغول دیکھا تو یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل جاہل اور مرتد ہو گئے۔ اور موسیٰؑ کو کہنے لگے کہ جس طرح ان کے خدا ہیں ہمارے لئے بھی کوئی خدا تجویز کر دے۔ بے شک جب اس قوم نے اتنے بڑے بڑے نمایاں معجزات دیکھے جو اللہ تعالیٰ نے فرعون کے بالمقابل موسیٰؑ کے لئے ظاہر کئے اور پھر فرعون اور اس کے لشکر کی ہلاکت دیکھی۔ اور سلامتی اور بزرگی کو بنی اسرائیل کے ساتھ مخصوص طور پر مشاہدہ کیا۔ ان تمام امور کے مشاہدہ کے بعد بھی جب انہوں نے ایسا فاسد اور باطل کلام کیا تو پتہ چلا کہ وہ انتہائی جاہل لوگ تھے"۔(تفسیر کبیر رازی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ : صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اس واسطے نبی کریم ﷺ مجلس سے اٹھتے تو ستر بار استغفار فرماتے۔ موسیٰؑ کی قوم کی درخواست بھی دوسری قوم میں میل جول کی وجہ سے تھی۔ انگریزوں کی قوم اس معاملہ میں بہت ہوشیار ہے۔ وہ ہندوستان آئے مگر ہندوستانیوں سے بہت کم میل جول رکھتے ہیں۔ اس طرح قومی خصائص باقی رہتے ہیں"۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۹ء)

اَصْنَامٍ لَّهُمْ: گائے کے بُت تھے۔(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

آیت ۱۴۱:﴿قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ ......الخ﴾ کی تشریح میں حضور نے سب سے پہلے علامہ شہاب الدین آلوسی کی تفسیر روح المعانی کا ذیل کا حوالہ پیش فرمایا۔ وہ کہتے ہیں:

"﴿وَهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ﴾ یعنی تمہارے زمانہ کے عالمین یا تمام عالمین پر۔ اور اسی مفہوم میں ان آیات سے ان کی فضیلت مراد ہوئی نہ کہ مطلق طور پر جس سے ان کی فضیلت امت محمدیہ ﷺ پر بھی لازم ٹھہرے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکمت کی بات ہے۔ ان کے نزدیک تمام زمانوں کے جہانوں پر تو رسول اللہ ﷺ کو فضیلت عطا ہوئی مگر یہود کو اپنے زمانے کے معلوم جہانوں پر فضیلت بخشی گئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْکُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ﴾: احمقو! تم کہتے ہو کہ کوئی بُت بنا دو خدا کے سوائے۔ خدا نے تو بندے کو بڑی بزرگی اور طاقت دی ہے اور بت تو تم سے کمزور ہیں۔ مثلاً آگ کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ پھر آگ ہماری خادم ہے۔ ضرورت کے وقت اس کو جلاتے ہیں۔ اس سے کام لیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں اس کو بجھا دیتے ہیں۔ علی ھذا القیاس۔ پانی، مٹی، ہوا، سورج، چاند، لوہا، پتھر۔ یہ تو سب خادم ہیں۔ پس شرک بتایا۔ اس کے بُرے ہونے کی دلیل بتائی۔(الحکم ۱۰؍فروری ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

﴿فَضَّلَکُمْ﴾: پھر کس قدر بیوقوفی ہے کہ افضل مفضول کی پرستش کرے۔

(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم نے یہود کے متعلق ﴿فَضَّلَکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ﴾ جو فرمایا ہے اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ تمہیں فضیلت بخشی ہے عالمین پر اور یہ جو بُت ہیں یہ عالمین کا حصہ ہی ہیں۔ تو بڑی حماقت ہے کہ جسے فضیلت بخشی گئی ہے وہ اس کی عبادت کرے جو اس سے ادنیٰ ہے۔

آیت نمبر ۱۴۲:﴿وَاِذْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ......الخ﴾ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے سب سے پہلے لفظ ﴿بَلَآءٌ﴾ کی حل لغات پیش فرمائی۔ بَلِیَ الثَّوْبُ۔ بِلًی وَ بَلَآءً کے معنی ہیں کپڑے کا بوسیدہ اور پرانا ہونا اسی سے بَلَاهُ السَّفَرُ اَیْ اَبْلَاهُ کا محاورہ ہے۔ یعنی سفر نے اسے لاغر کر دیا۔......اور اسی سے اَبْلَیْتُ فُلَانًا کے معنی کسی کا امتحان کرنا بھی آتے ہیں۔ اور غم کو بَلَآءٌ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ جسم کو گھلا کر لاغر کر دیتا ہے۔......بَلَآءٌ کا لفظ نعمت و مشقت دونوں طرح کی آزمائش کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یعنی کبھی آزمائش نعمت کے ذریعہ بھی آیا کرتی ہے اور کبھی مشقت کے ذریعہ۔

حضور نے فرمایا ﴿یُقَتِّلُوْنَ اَبْنَآءَ کُمْ﴾ سے مراد ان کے جوان لڑکے بھی ہو سکتے ہیں جن سے وہ سخت محنت کا کام لے کر ان پر تباہی ڈالا کرتے تھے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَ کُمْ﴾ مکہ کے بے ایمان فرعون سے بڑھ کر تھے کہ انہوں نے عورتوں کو بھی قتل کیا"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۹)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہر قوم میں رواج ہے کہ جو غالب ہے وہ بزدل لوگوں کو بڑھاتی ہے اور ان کی تائید میں ہر قسم کی کوشش کرتی ہے تاکہ وہ نمایاں ہو کر سامنے آ جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت پر جو پاکستان میں ابتلا آئے ہیں ان میں بھی جو کمزور احمدی ہیں ان کی خاطر جلسے کئے جاتے ہیں اور جن احمدیوں میں اللہ کے فضل سے مردانہ جرأت کی صفات ہیں ان کا وہ کچھ بگاڑ نہیں سکتے سوائے اس کے کہ تکلیف دیں۔ اسی طرح بنی اسرائیل کا حال تھا۔ ظاہری طور پر بھی ثابت ہے کہ فرعون نے ان کے بچوں کو قتل کیا اور عورتوں کو زندہ رکھا لیکن عمومی دستور یہی تھا کہ جو فرعون کے ہمنوا تھے ان کو زندہ رکھتے تھے اور جو اس کے مخالف تھے ان کو ہلاک کر دیا کرتے تھے۔

آیت ۱۴۳:﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰی ثَلٰثِیْنَ لَیْلَةً ......الخ﴾ کے تحت سب سے پہلے حضور نے لفظ ﴿مِیْقَات﴾ کی لغوی تحقیق پیش فرمائی۔ اَلْوَقْتُ کسی کام کے لئے مقررہ زمانہ کی آخری حد۔ اَلْمِیْقَاتُ کسی شے کے مقررہ وقت یا اس وعدہ کے ہیں جس کے لئے کوئی وقت معین کیا گیا ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا﴾۔ کبھی میقات کا لفظ ظرف مکان کے طور پر یعنی کسی کام کے لئے مقرر کردہ مقام پر بھی بولا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا پس میقات صرف وقت کے لئے نہیں بلکہ جس جگہ کے لئے وعدہ ہو اس کو بھی میقات کہا جاتا ہے۔ جیسے مَوَاقِیْتُ الْحَجِّ حج کے میقات یعنی وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھتے ہیں۔

امام رازی اس آیت کے تحت فرماتے ہیں:"اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا کہ وہ تیس روزے رکھیں اور ان تیس دنوں میں وہ امور بجا لائیں جو الٰہی قربت کا ذریعہ ہوں۔ اور پھر اگلے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ پس چالیس میں سے تیس اور دس کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنے میں یہ فائدہ مقصود ہے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ انہوں نے یہ استنباط فرمایا کہ تیس راتیں تو حضرت موسیٰؑ کو روزہ رکھنے کے لئے فرمایا تھا کہ اس کے نتیجہ میں تجھے فضیلت عطا ہوگی۔ چنانچہ اس کے بعد دس دن کا الگ ذکر فرمایا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو کلام سے نوازا۔ پھر امام رازی لکھتے ہیں کہ:۔"ابو مسلم اصفہانی نے سورۃ طٰہٰ کی تفسیر میں جو بات بیان کی ہے وہ اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ موسیٰؑ اپنی قوم سے پہلے ہی جلدی جلدی اپنے ربّ کی ملاقات کے لئے چلے گئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ﴿وَمَا اَعْجَلَکَ عَنْ قَوْمِکَ یٰمُوْسٰی قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓی اَثَرِیْ﴾ دلالت کرتا ہے۔ پس یہ کہنا جائز ہے کہ تیس راتیں پوری کرنے کے بعد موسیٰؑ طور پر آئے ہوں۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ان کی قوم کے سامری کے فتنہ میں مبتلا ہونے کی خبر دی تو موسیٰ علیہ السلام اس وعدہ کو پورا کئے بغیر جو اللہ تعالیٰ ان سے کر چکا تھا اپنی قوم کے پاس چلے آئے۔ پھر وعدہ پورا کرنے کی خاطر مزید دس راتوں تک اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیر تو فضول سی ہے۔ اصل تفسیر علامہ رازیؒ کی وہی ہے جو مَیں پہلے بیان کر چکا ہوں۔

علامہ شہاب الدین آلوسیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ:"روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے جب وہ مصر میں تھے وعدہ کیا کہ اگر اللہ نے ان کے دشمن کو ہلاک کر دیا تو وہ ان کے پاس ایسی کتاب لائیں گے جس میں یہ بیان ہوگا کہ وہ کیا کریں اور کیا چھوڑیں۔ جب فرعون ہلاک ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے کتاب مانگی تو اللہ نے تیس روزے رکھنے کا حکم دیا جو کہ ذی القعدہ کا مہینہ تھا۔ پھر جب اس نے تیس پورے کر لئے تو اپنے منہ کی بُو کو ناپسند کیا اور مسواک کر لی"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ اٹکل والی باتیں ہیں۔ ہمارے پرانے مفسرین نے قرآن کی خدمت بھی کی مگر بعض عجیب و غریب باتیں بھی کی ہیں۔ یہ لکھتے ہیں:"فرشتوں نے کہا ہم تیرے منہ سے کستوری کی خوشبو سونگھتے تھے جس کو تُو نے مسواک کر کے خراب کر دیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ ذی الحجہ کے دس مزید دن بڑھاؤ۔

دیلمی نے ابن عباسؓ سے مرفوع حدیث بیان کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے ربّ عزّوجل کے پاس تیس روز کے بعد جن میں آپ نے دن رات روزے رکھے تھے، کلام کرنے کے لئے آئے تو اس کے ربّ سبحانہ نے کلام کرنا ناپسند کیا اور آپ کے منہ کی بُو روزہ دار کے منہ کی بُو تھی۔ اور آپ نے زمین کی نباتات میں سے کوئی چیز لی اور اسے چبایا"۔

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

صحابہ کا عشق رسول ﷺ

(شبیر احمد ثاقب۔ ربوہ)

قسط نمبر ۲

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفی ﷺ جن عظیم اخلاق کے مالک تھے اور جو قوت جذب آپ کو ودیعت کی گئی تھی اور جو حسن و جمال آپ کو بخشا گیا تھا وہ ہر سعید الفطرت اور سلیم القلب کو اپنی طرف کھینچتا تھا اور جوں جوں کوئی آپؐ کے قریب آتا جاتا تھا اس پر آپؐ کے حسن و احسان اور محبت کی ایسی تاثیر پڑتی کہ پھر اس کیفیت سے باہر نکلنا اس کے اختیار میں نہ ہوتا۔ قرآن کریم آپ کے ان بزرگ اخلاق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ کہ (اے محمدؐ) اگر تو بد خلق اور سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تجھے چھوڑ کر تتر بتر ہو جاتے۔ پس یہ آپؐ کے اخلاق تھے جنہوں نے آپ کے غلاموں کو محبت کے ایسے ناطے سے باندھ رکھا تھا جس سے نکلنا ان کے لئے ممکن ہی نہیں تھا۔

صحابہؓ آپؐ کے حسن و جمال اور اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ خوش خلق تھے بہت لطف اور احسان کرنے والے تھے۔ درشت کلام اور بدخو ہر گز نہ تھے۔ تین باتیں آپؐ کے نفس سے خارج تھیں۔ جھگڑا، تکبر اور بے معنی باتیں کرنا۔ آپؐ جب کلام کرتے تو آپؐ کے ہم جلیس رفقاء خاموش ہو جاتے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھ ہیں۔ جب آپ خاموش ہو جاتے تو صحابہ بات کرتے مگر آپؐ کی موجودگی میں وہ تکرار نہ کرتے اور نہ بحث میں الجھتے اور جو آپؐ کی بات کے دوران بولتا اسے خاموش کراتے۔

(شمائل ترمذی باب خُلق رسول الله)

حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی آپ کو پہلی دفعہ دیکھتا تو آپؐ سے مرعوب ہو جاتا اور جب آپؐ سے قریب ہوتا اور گھل مل جاتا تو آپؐ سے محبت کرنے لگتا۔ آپؐ کی تعریف کرنے والے صحابہ بیان کرتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ آپؐ جیسا نہ آپؐ سے پہلے کبھی دیکھا نہ آپؐ کے بعد"۔

(شمائل ترمذی باب خُلق رسول الله)

صحابہؓ کے عشق رسول کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں:

"ایک دفعہ رسول کریم ﷺ بات کرتے کرتے مجلس سے اٹھے اور تھوڑی دیر تک واپس نہ آئے تو سب صحابہؓ آپؐ کی تلاش میں بھاگ پڑے۔ رسول کریم ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ صحابہ سب کے سب آپؐ کے پیچھے اٹھ کر چلے گئے۔ اور انہیں اس وقت ایسی گھبراہٹ اور بے چینی ہوئی کہ حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں مجھے باغ کے اندر جانے کا راستہ بھی نظر نہ آیا اور مَیں گندے پانی کی نالی میں سے گزر کر اندر داخل ہوا حالانکہ عموماً انہیں کمزور دِل سمجھا جاتا تھا"۔

اس مضمون میں صحابہ کے عشق و محبت کے چند نمونے پیش کئے جا رہے ہیں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان عاشقان صادق میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

بخاری میں لکھا ہے کہ جنگ احد پر جانے کے متعلق جب آپؐ نے انصار سے سوال کیا تو سعدؓ بن عبادہ نے آپؐ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپؐ سمجھتے ہیں کہ ہم حضرت موسیٰ کے ساتھیوں کی طرح کہہ دیں گے کہ ﴿اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا اِنَّاهٰهُنَا قٰعِدُوْنَ﴾ (المائدہ:۲۵) کہ جا تُو اور تیرا رب لڑو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔

ایسے اخلاص کے مظاہر صرف مردوں میں ہی نہیں بلکہ عورتوں میں بھی ملتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ہند بنت عتبہ آئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ! روئے زمین پر کوئی خیمہ والا نہ تھا جس کی نسبت آپ کے گھر والوں سے زیادہ عزت کی خواہشمند ہوں۔ اس عورت کی طرف دیکھو یا تو وہ بغض تھا یا ایسی فریفتہ ہو گئی۔ (صحیح بخاری کتاب باب المناقب باب ذکر ہند بنت عقبہ)

بخاری شریف میں مسعود ابن مخرمہ کی روایت ہے کہ جب آپؐ حدیبیہ میں ٹھہرے ہوئے تھے تو مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرنے لگے تو صحابہ وضو کے بچے ہوئے پانی کے لئے اس قدر لڑتے کہ گویا ایک دوسرے کو قتل کر دیں گے۔ اور جب آپ کوئی حکم دیتے تو ایک دوسرے سے آگے بڑھ کر اس کی تعمیل کرتے اور جب آپؐ بولتے تو سب اپنی آوازوں کو نیچا کر لیتے۔ صحابہ کے اس اخلاص اور محبت کا ان ایلچیوں پر جو گفتگو کے لئے آئے تھے ایسا اثر پڑا کہ انہوں نے اپنی قوم کو واپس جا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ آپ کی مخالفت سے باز آجائیں۔ ان میں سے عروہ بن مسعودؓ ثقفی نے ان الفاظ میں قوم کو مخاطب کیا:

"اے معشر قریش! مَیں نے ہراقلہ روم اور اکاسرہ ایران کے دربار بھی دیکھے ہیں۔ مَیں نے کسی بادشاہ کو اپنے ماتحتوں اور غلاموں میں اس قدر محبوب و مکرم نہیں پایا جس قدر محمدؐ اپنے اصحاب میں محبوب و باعزت ہیں۔ اصحاب محمدؐ کی یہ حالت ہے کہ وہ محمدؐ کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔ جب وہ کلام کرتے ہیں تو وہ سب خاموشی سے سنتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نگاہ بھر کر نہیں دیکھتے۔ یہ لوگ کسی طرح محمدؐ کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ تم صلح کر لو"۔ (تاریخ اسلام حصہ اول صفحہ ۱۹۰۔۱۹۱)

والدین کی محبت پر حضورؐ کی محبت کو ترجیح

حضرت زید بن حارثہؓ کی والدہ سعد بنت ثعلبہ اپنے قبیلہ میں آئیں۔ ان کا بیٹا زیدؓ بھی ساتھ تھا۔ راستے میں وہ حادثہ کا شکار ہو گئیں۔ زید اس وقت آٹھ سال کے تھے لوگوں نے اس بے سہارا بچے کو بازار میں بیچ دیا۔ پھر یہ ایک دوسرے ہاتھ بکتے گئے حتیٰ کہ انہیں حکیم بن حزام نے چار سو درہم میں حضرت خدیجہ کے لئے خرید لیا۔ جب آنحضورؐ سے حضرت خدیجہ کی شادی ہوئی تو زید انہوں نے آنحضورؐ کو ھبہ کر دیا۔ حضرت زید کے اس طرح کھو جانے کا ان کے والد کو کیسا غم اور درد تھا اس کا اظہار انہوں نے ایک طویل نظم میں کیا جس کے چند اشعار یہ تھے:

کہ مَیں زید کے لئے روتا ہوں اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ زندہ ہے یا اس پر موت آچکی ہے۔ سورج کا طلوع ہونا مجھے اس کی یاد دلاتا ہے اور جب بھی کوئی بچہ میرے قریب ہوتا ہے تو مجھے اس کی یاد آتی ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو اس کی یاد مجھے تڑپاتی ہے وائے حسرت میرا یہ غم کتنا طویل ہے۔

اس گمشدگی کے بعد قبیلہ کلب کے کچھ لوگ حج کرنے آئے۔ انہوں نے وہاں زید کو دیکھ لیا اور پہچان لیا اور زید نے بھی ان کو پہچان لیا۔ اور انہیں پیغام دیا کہ میرے گھر والوں کو اطلاع کر دینا۔ میں جانتا ہوں کہ وہ پریشان ہیں۔ ان لوگوں نے یہ بات جب زید کے والد کو بتائی تو وہ بے اختیار کہنے لگے رب کعبہ کی قسم میرا بیٹا واقعی وہی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر ان کو وہ جگہ بتائی اور بتایا کہ وہ اس وقت کن کے پاس ہیں۔ ایسی جدائی کے بعد جب وصل کی گھڑیاں قریب آرہی ہوں خونی رشتوں کا اس طرح دوبارہ مل جانا یہ نظارہ دیدنی ہوتا ہے۔ مگر اس کہانی کا یہ باب عجیب ہے اور منفرد بھی۔ چنانچہ حضرت زید کے والد حارثہ اور چچا کعب مکہ آئے اور آنحضورؐ کا پتہ پوچھتے جب گھر آئے تو پتہ چلا کہ حضور اس وقت خانہ کعبہ میں ہیں۔ وہ دونوں وہاں چلے گئے اور آنحضورؐ سے ملے اور درخواستیں کرنے لگے کہ آپ ہم پر احسان کریں، مہربانی فرمائیں۔ آپ لوگ متولی کعبہ ہیں، آپ سے ہم حسن سلوک کی امید لے کر آئے ہیں۔ آپ فدیہ کے حوالے سے رعایت برتیں۔ آپؐ نے فرمایا کون ہے جس کے لئے تم کہہ رہے ہو۔ انہوں نے کہا زید بن حارثہ۔ آپؐ نے فرمایا مَیں اسے بلاتا ہوں اور اسے اختیار دیتا ہوں کہ وہ آپ کے ساتھ جانا چاہے تو شوق سے جائے اور اگر میرے پاس رہنا چاہے تو مَیں ایسا نہیں ہوں کہ کوئی مجھے دوسروں پر ترجیح دے اور میں اس کی پرواہ نہ کروں۔ انہوں نے کہا آپ نے تو بہت ہی احسان کیا ہے۔ آپؐ نے زید کو بلوایا اور پوچھا ان کو پہچانتے ہو۔ کہنے لگے ہاں۔ فرمایا: کون ہیں؟ زید نے کہا یہ میرا باپ ہے اور یہ چچا ہے۔ فرمایا تم میرے ساتھ رہ کر مجھے دیکھ اور جان چکے ہو۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے تو مجھے اختیار کر لو چاہے ان کو۔ زید کہنے لگے میں آپ پر کسی کو اختیار نہیں کر سکتا۔ آپ ہی میرے باپ ہیں آپ ہی میرے چچا ہیں۔ ان دونوں نے کہا تیرا ناس ہو کیا غلامی کو آزادی پر ترجیح دے رہا ہے؟۔ زید نے کہا ہاں مَیں نے اس شخص میں جو کچھ دیکھا ہے مَیں ان پر آپ کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ یہ کہہ کر اپنے باپ اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ آنحضورؐ نے زید کو اٹھایا اور لوگوں کے سامنے اعلان کیا گواہ رہو زید میرا بیٹا ہے اور میرا وارث ہے۔ اس وقت سے انہیں زید بن محمد پکارا جانے لگا حتیٰ کہ سورۃ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَاۤئِهِمْ﴾ کہ ان کو ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔ حضرت زید کی اس محبت کے ساتھ جو تقدس تھا اس نے ان کی محبت کو چار چاند لگا دئے۔

دیکھو یہ رسول اللہ سے کیسی محبت اور اخلاص ہے کہ آپ کے مقابل پر اپنے باپ کو درخو اعتناء نہیں جانا اسے کہتے ہیں سچی محبت جو اپنے ساتھ غیرت رکھتی ہے اور اس میں ایسی وفا ہے کہ کوئی تعلق، کوئی رشتہ، کوئی محبت اس کو منقطع نہیں کر سکتی۔

حضرت ابو بکرؓ کے عشق و محبت کا تذکرہ

آنحضورؐ نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ کو آپؐ کی مصاحبت اور معیت نصیب ہوئی۔ بلاشبہ یہ رفاقت نصیبوں والوں کو ہی ملا کرتی ہے۔ اس سفر کی ایک ایک منزل حضرت ابو بکرؓ کی اپنے آقا و مولا سے محبت اور عشق کی گواہی دیتی ہے۔ اس وقت ساتھ جانا ہی موت کو گلے لگانے کے مترادف تھا مگر حضرت ابو بکرؓ تو اس وجود پر ہزار جانیں نچھاور کر دینے میں سعادت سمجھتے تھے۔

ہجرت کے واقعات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت ابو بکر صدیقؓ بیان کرتے ہیں ہم مکہ سے چلے ایک رات اور اگلے دن ظہر کے وقت تک چلتے رہے۔ جب دوپہر کا وقت ہوا تو مَیں نے نگاہ دوڑائی کہ کہیں سایہ ہو تو ہم وہاں ٹھہر جائیں۔ ایک چٹان دکھائی دی اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ وہاں سایہ ہے۔ مَیں نے وہ جگہ صاف اور ہموار کی اور آنحضرتؐ کے لئے بچھونا بچھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ آرام فرمائیں۔ مَیں باہر جائزہ لینے کے لئے نکلا کہ ہماری تلاش میں کوئی ادھر تو نہیں آ رہا۔ اسی اثناء میں مجھے بکریوں کا ایک چرواہا ملا جو چٹان کی طرف اپنی بکریاں ہانکے لے جا رہا تھا۔ وہ بھی سایہ کی تلاش میں تھا۔ مَیں نے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جسے مَیں پہچانتا تھا۔ پھر مَیں نے پوچھا تیری بکریوں میں دودھ

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ مَیں نے کہا ٹھیک ہے دودھ دوہو اور دیکھو بکری کا تھن اچھی طرح صاف کرلینا اور اپنے ہاتھ بھی۔ اس نے دودھ دوہا۔ مَیں نے آنحضورؐ کے لئے ایک چھاگل ساتھ رکھی تھی جس میں پانی تھا۔ مَیں نے اس میں دودھ ڈالا جس سے دودھ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا۔ پھر مَیں آنحضرت کے پاس وہ دودھ لایا۔ آپ اس وقت بیدار ہو چکے تھے۔ مَیں نے وہ دودھ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کی حضور پی لیجئے۔ فَشَرِبَ حَتّٰی رَضِیتُ۔ آپؐ نے دودھ پیا حتی کہ میں خوش ہوگیا۔ یہ محبت کا نہایت ہی دلنشین انداز ہے کہ میرے محبوب نے شوق سے پیا تو مَیں خوش ہو گیا۔ یہ اپنائیت اور محبت کا خاص انداز ہے یہ بے ساختہ محبت ہے جو لفظوں کو نیا رنگ اور نئے معنی پہناتی ہے۔

(بخاری جلد اول کتاب بنیان الکعبہ باب ہجرۃ النبیؐ)

اس سفر کے دوران جب سراقہ بن مالک نے آپؐ کا پیچھا کیا اور آپؐ کے قریب پہنچ گیا تو حضرت ابو بکرؓ کبھی یہ سوچ کر کہ حملہ پیچھے سے نہ ہو آنحضورؐ کے پیچھے ہو جاتے اور کبھی یہ تصور کر کے کہ آگے سے کوئی خطرہ لاحق نہ ہو آپؐ کے آگے ہو جاتے۔ غرض اپنے محبوب آقا کی طرف آنے ولے ہر حملہ کے سامنے سینہ سپر تھے۔ فدائیت اور جانثاری کی یہ مخلصانہ ادائیں تھیں جن کو آنحضورؐ بھی خوب سمجھتے تھے۔ آپؐ نے حضرت ابو بکرؓ کی ان مخلصانہ محبتوں کا کیسے دلنشین پیرائے میں تذکرہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"مجھ پر لوگوں میں سے ابو بکرؓ کا احسان مال اور رفاقت کے اعتبار سے سب سے زیادہ ہے۔ اور اگر مَیں خدا کے سوا کسی کو اپنا خلیل (جس کی محبت میرے رگ وریشہ میں سرایت کر جائے) بناتا تو ابو بکرؓ کو بناتا"۔

گویا خدا کے بعد آپؐ کو حضرت ابو بکرؓ سب سے پیارے تھے۔ ایک موقع پر فرمایا:

"اللہ نے مجھے تم لوگوں کی طرف بھیجا۔ تم نے جھٹلایا اور ابو بکر نے مجھے سچا مانا اور اپنی جان اور مال سے میری خدمت کی"۔

حضرت عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں مَیں نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا کون ہے؟ فرمایا: "عائشہؓ۔ اور مردوں میں عائشہؓ کے باپ (ابو بکر)"۔

آنحضور ﷺ کے وصال پر حضرت ابو بکرؓ کی صبر وہمت سے لبریز محبت کا اظہار یوں ہوا کہ آپ کو آنحضور ﷺ کے وصال کی اطلاع ہوئی۔ آپؓ آئے اور آنحضور ﷺ کے چہرہ سے کپڑا اٹھایا، آپ کو بوسہ دیا اور کہا: "میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ ہر حال میں اچھے ہیں۔ زندگی ہو یا موت۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے آپؐ پر دو موتیں نہیں آئیں گی"۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ محبت کے ساتھ گہرا عرفان بھی رکھتے تھے۔ آپؓ جانتے تھے کہ انسانی نفس نے تو موت کا ذائقہ چکھنا ہے مگر میرے آقا ابدی حیات رکھتے ہیں اور حقیقتاً آپ پر نہ موت ہے نہ فنا۔ یہ تو محض ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال ہے۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب ابواب فضائل ابی بکرؓ)

حضرت کعب بن مالکؓ

حضرت کعب بن مالکؓ، حضرت مرارہ بن ربیعؓ، اور حضرت ہلال بن امیہؓ وہ تین اصحاب رسول ہیں جنہیں غزوہ تبوک میں شامل نہ ہونے پر پچاس دن کے مقاطعہ کی سزا دی گئی۔ ان تینوں نے ابتلا کے وقت کو جس وفا، اخلاص اور قربانی سے گزارا ہے وہ ایک عدیم المثال اور قابل تقلید نمونہ ہے۔ اس میں سے حضرت کعبؓ کی وفا اور اپنے آقا و مولا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ سے عشق و محبت کا نمونہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ ان ابتلاء کے دنوں میں جب چالیس دن گزر گئے تو رسول اللہ کی طرف سے یہ پیغام ملا کہ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائیں۔ کہتے ہیں مَیں نے پیغام لانے والے سے پوچھا کہ طلاق دے دوں یا کیا منشاء مبارک ہے۔ اس نے بتایا کہ طلاق نہیں بلکہ اس سے ایسی علیحدگی اختیار کرلو جس میں تعلق وغیرہ نہ ہو۔ انہی دنوں وہ کہتے ہیں کہ اپنے چچازاد بھائی ابو قتادہ کے باغ میں گیا۔ اس سے مجھے بے حد محبت تھی۔ کہتے ہیں مَیں نے سلام کیا، اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ مَیں نے اسے قسم دے کر کہا مَیں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ مگر جواب ندارد۔ پھر قسم دے کر اسے کہا تو اس نے بس اتنا کہا "اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم" کہ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ مَیں اس کا یہ ردّعمل دیکھ کر اس باغ سے باہر نکل آیا۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ مَیں اسی حالت میں چلتا آرہا تھا کہ بازار میں کوئی شامی شخص میرے متعلق لوگوں سے پوچھ رہا تھا۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ مجھے آملا اور میرے سامنے غسان کے بادشاہ کا خط رکھا جس میں لکھا تھا کہ اَمابعد ...... مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے آقا (محمد) نے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے (نعوذ باللہ) جب کہ آپ ایسے وجود نہیں ہیں جن کی ناقدری کر کے انہیں بے وقعت اور بے حیثیت بنایا جائے۔ پس آپ ہمارے پاس آ جایئے۔ ہم آپ کی ہر طرح سے غمگساری کریں گے (اور خوب مراعات دیں گے)۔ کہتے ہیں یہ خط پڑھ کر مَیں نے سوچا یہ اس ابتلاء پر اور ابتلاء ہے۔ پھر مَیں اس خط کو لے کر سیدھا تنور کی طرف گیا اور اس خط کو اس تنور میں پھینک دیا۔

پس ایسے ابتلاء کے دور میں جب اپنے غیر دکھائی دینے لگیں اور پیارے چھوڑ جائیں اور کوئی عزیز سے عزیز تر کلام تک کا روادار نہ رہے۔ ایسا معاشرہ جہاں بستا شہر اس شخص کے لئے ویرانہ بن جائے جہاں اس کا سب کچھ اس سے چھن جائے۔ ایسے حالات میں سوائے سچے وفادار کے کوئی ساتھ نہیں رہ سکتا۔ یہ وقت ہوتا ہے جب محبت آزمائی جاتی ہے جہاں عشق کا امتحان ہوتا ہے۔ ایسے میں اگر سچا عشق نہ ہو تو ناممکن ہے کہ کوئی ساتھ نبھا سکے اور اس پر مستزاد یہ کہ ایک طرف یہ کانٹوں کی سیج ہے اور دوسری طرف بڑی تمنائیں اور بڑی امیدوں کے بر آنے کے مواقع ہیں۔ ایک طرف ردّ کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف گلے لگایا جاتا ہے۔ یہاں آ کر عشق اپنی آخری منزل طے کرتا ہے اور عاشقان صادق کے صدق کو دکھلاتا ہے اور یہی سچا عشق تھا، یہی وہ وفا تھی جو عاشقان محمد مصطفی ﷺ کے رگ وریشہ میں دوڑ رہی تھی جس سے وہ عشق کے ہر امتحان میں پورے اتر رہے تھے۔ تبھی تو آسمانی کلام نے ان کا ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ﴾ کے دلنشین پیرایہ میں ذکر کیا ہے۔ یہ وہ محبت ہے جو لازوال ہے، جو ابدی ہے، جس پر انقطاع اور انخلاء کا کبھی سایہ تک نہیں پڑا۔

ثمامہ بن اثالؓ

ثمامہ بن اثال جو معروف دشمن اسلام تھا ایک سریہ میں پکڑا گیا اور قیدی بن گیا۔ اسے مسجد کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ تین دن تک وہ وہاں بندھا رہا۔ آنحضورؐ ہر روز اس کے پاس جاتے اور پوچھتے! اے ثمامہ تم سے کیا سلوک کیا جائے؟ وہ کہتا اگر میرے قتل کا حکم دیں تو ایک قاتل کا قتل ہوگا (کیونکہ وہ قتل و غارت گری میں مشہور تھا) اور اگر احسان کریں تو ایک شکر گزار انسان سے آپ کا احسان ہوگا۔ آپؐ نے اسے چھوڑنے کا حکم دیا۔ وہ مسجد سے نکلا اور قریب ایک باغ سے نہا کر واپس آگیا اور کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ پھر کہا اے محمد ﷺ خدا کی قسم روئے زمین پر مجھے آپؐ کے چہرے سے زیادہ کوئی چہرہ ناپسندیدہ نہیں تھا اور آج مجھے آپؐ کا چہرہ سب سے زیادہ پیارا اور اچھا لگتا ہے۔ آپ کے دین سے بڑھ کر مجھے کسی دین سے نفرت نہ تھی مگر آپؐ کا دین آج سب سے زیادہ پسند ہے۔ آپؐ کے شہر سے زیادہ کوئی شہر میرے لئے قابل نفرت نہ تھا مگر آج سے آپؐ کا شہر مجھے سب سے زیادہ پیارا لگنے لگا۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفۃ)(حدیث ثمامہ بن اثال)

مدینہ کا معزز ترین محبوب

حضرت عبداللہ بن ارقمؓ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول نے غزوہ تبوک سے واپسی پر کہا کہ جب ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو مدینہ کا معزز ترین شخص (وہ اپنے آپ کو کہہ رہا تھا) مدینہ کے ذلیل ترین شخص (نعوذ باللہ۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ اس کی مراد آنحضورؐ کو کہہ رہا تھا) کو مدینہ سے نکال دے گا۔ جب حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیں مَیں اس منافق کی گردن اڑادوں۔ آنحضورؐ نے فرمایا چھوڑو اسے لوگ باتیں کریں گے کہ خود اپنے صحابہ کو مرواتا ہے۔ اس کے بیٹے عبداللہؓ بن عبداللہ نے عشق رسولؐ میں غیرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میرا باپ مدینہ میں نہیں لوٹے گا جب تک وہ اس بات کا اقرار نہ کرے کہ وہ خود ذلیل ہے اور رسول اللہ ﷺ معزز ہیں۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

(جامع الترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ منافقون زیر آیت ولئن رجعنا......الخ)

حضرت ام حبیبہؓ کا عشق رسول

فتح مکہ سے قبل جب ابوسفیان مدینہ آئے اور اپنی بیٹی ام المومنین آنحضرتؐ کی زوجہ مطہرہ حضرت امّ حبیبہؓ کے گھر گئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرت امّ حبیبہؓ نے بستر اٹھالیا۔ ابوسفیان سخت برہم ہوگئے کہ تمہیں بستر مجھ سے زیادہ عزیز ہے۔ کہنے لگیں نہیں بلکہ اس لئے اٹھایا ہے کہ یہ رسول ﷺ کا بستر ہے اور آپ ایک مشرک ہیں اس لئے کیسے گوارا کرسکتی ہوں کہ ایک مشرک بستر رسول پر بیٹھے۔

(الاصابہ جلد ۸ صفحہ ۸۵، ذکر امّ حبیبۃ)

(باقی آئندہ شمارہ میں)

قرآن شریف جمیع کتب سماویہ کی خوبیوں کا جامع ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مَیں قرآن شریف سے یہ استنباط کرتا ہوں کہ سب انبیاء کے وصفی نام آنحضرت ﷺ کو دئے گئے۔ کیونکہ آپؐ تمام انبیاء کے کمالات متفرقہ اور فضائل مختلفہ کے جامع تھے۔ اور اسی طرح جیسے تمام انبیاء کے کمالات آپ کو ملے۔ قرآن شریف بھی جمیع کتب کی خوبیوں کا جامع ہے۔ چنانچہ فرمایا ﴿فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾ (سورۃ البینہ) اور ﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ﴾ (سورۃ الانعام)۔ ایسا ہی ایک جگہ آنحضرت ﷺ کو یہ حکم دیا ہے کہ تمام انبیاء کی اقتداء کر (سورۃ الانعام)۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۱۳۔ ایڈیشن اول)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 020 - 8553 3611

خطبه جمعه

یہ محض اللہ کا احسان ہے کہ ہم فوج درفوج لوگوں کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں ۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاہئے اوراستغفار کرنا چاہئے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" کوایک وِرد کے طور پر پڑھنا چاہئے

قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سبوحیت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۹/نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۹/نبوت ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملٰك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

خدا تعالیٰ کی صفت سبوحیت کے متعلق ایک مضمون جاری تھا جو درمیان میں تحریک جدید والا خطبہ تھا اس میں رزاقیت کی صفت پہ مضمون شروع کر دیا گیا تھا چونکہ رزاق کی نسبت تھی اس بات سے کہ جو خدا کی راہ میں رزق خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کمی نہیں آنے دیتا۔ تو اب دوبارہ شروع سے سبوحیت کا وہ حصہ پیش کر رہا ہوں جو پچھلے سے پچھلے خطبہ میں بیان ہونے سے رہ گیا تھا۔

پہلی آیت سورۃ النمل کی نویں آیت ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَ هَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا. فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پس جب وہ اس کے پاس آیا تو ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے ارد گرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں بہت ہی عارفانہ نکات پیش فرمائے ہیں۔ یہ بعض علماء کا خیال ہے کہ آگ میں اللہ تعالیٰ تھا تو اللہ تعالیٰ تو آگ میں نہیں تھا کیونکہ فرمایا ہے ﴿بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ﴾ کہ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو تو برکت نہیں دیتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر یہ ہے: "جب موسیٰ آیا تو پکارا گیا کہ برکت دیا گیا ہے جو آگ میں ہے اور جو آگ کے گرد ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے تجسّم سے اور تحیّز سے اور وہ ربّ ہے تمام عالموں کا۔ اب دیکھئے! اِس آیت میں صاف فرما دیا کہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے گرد میں ہے، اُس کو برکت دی گئی اور خدا تعالیٰ نے پکار کر اُس کو برکت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں وہ چیز تھی جس نے برکت پائی نہ کہ برکت دینے والا۔ وہ تو نُوْدِيَ کے لفظ میں آپ اشارہ فرما رہا ہے کہ اُس نے آگ کے اندر اور گرد کو برکت دی۔ اِس سے ثابت ہوا کہ آگ میں خدا نہیں تھا اور نہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے بلکہ اللہ جلشانہٗ اس وہم کا خود دوسری آیت میں ازالہ فرماتا ہے۔ ﴿وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ یعنی خدا تعالیٰ اس حلول اور نزول سے پاک ہے وہ ہر ایک چیز کا ربّ ہے۔ (جنگ مقدس۔ صفحہ ۲۰۔ ۲۳/مئی ۱۸۹۳ء)

اب سورۃ الزمر کی ۶۸ویں آیت ہے ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن زمین تمام تر اُسی کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

تو یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان اور سبوحیت کا بیان کرتی ہے۔ اس کے علاوہ داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے سے مراد کیا ہے؟ داہنے ہاتھ سے مراد طاقت کا ہاتھ ہے اور اس میں لپٹے ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان سارے ہی اس میں لپیٹے جائیں گے۔ تو اب جو سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زمین و آسمان، بلیک ہول میں جانے سے پہلے ان کی صف لپیٹ دی جائے گی اور وہ کلیۃً گویا خدا تعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ میں دائیں طرف لپیٹے گئے ہیں۔ اس کی تفصیلات میں پہلے بیان کر چکا ہوں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ﴾ دنیا کے فنا کرنے کے وقت خدا تعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا۔ اب دیکھو کہ اگر شَقُّ السَّمٰوٰتِ سے در حقیقت پھاڑنا مراد لیا جائے تو ﴿مَطْوِيّٰتٌ﴾ کا لفظ اُس سے مغائر اور منافی ماننا پڑے گا کیونکہ اس میں پھاڑنے کا کہیں ذکر نہیں، صرف لپیٹنے کا ذکر ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام۔ صفحہ ۱۵۲۔ حاشیہ در حاشیہ)

سورۃ الزخرف آیات ۱۳ تا ۱۵: ﴿وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ. لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔ اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے قسم قسم کی کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔ تاکہ تم انکی پیٹھوں پر جَم کر بیٹھ سکو۔ پھر جب تم ان پر اچھی طرح قرار پکڑ لو تو اپنے ربّ کی نعمت کا تذکرہ کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیر نگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ جو دعا ہے یہ سفر سے پہلے ضرور کرنی چاہئے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ اس سے خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچتا ہے اور بوسنیا ہمارے جو قافلے جایا کرتے تھے اُن کو مَیں یہی نصیحت کیا کرتا تھا کہ جانے سے پہلے یہ دعا کریں اور سفر کے دوران بھی اپنے لئے یہ دعا کرتے رہیں تو انہوں نے واپسی پر کئی معجزانہ واقعات بیان فرمائے کہ کس طرح بظاہر وہ جہاز ایک تباہ ہونے والا تھا مگر اس سے خدا تعالیٰ نے ان کو بچالیا اور دوسرے جہاز میں سفر کی توفیق عطا فرمائی۔ غرضیکہ اسی قسم کے بہت سے واقعات وہ بیان کرتے رہے ہیں اور میرا اپنا ذاتی تجربہ یہی ہے کہ سفر سے پہلے یہ دعا ضرور کرنی چاہئے خواہ وہ کار کا سفر ہو خواہ وہ جہاز کا سفر ہو۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث ہے۔ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میری موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپؓ نے اُس کی رکاب میں پاؤں رکھا تو تین بار ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھی۔ پھر جب پوری طرح سوار ہوگئے تو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی ﴿سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کر دیا ورنہ ہم اسے زیر نگین نہ کر سکتے تھے اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پھر آپؓ نے تین بار ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اور تین بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَر﴾ پڑھا۔ اور (ساتھ ہی یہ دعا پڑھی کہ) پاک ہے تُو (اے اللہ!)

یقیناً مَیں نے اپنے اوپر ظلم کیا، پس تُو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ پھر آپؓ ہنسے۔ اس پر مَیں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپؓ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: جیسے مَیں نے کیا ہے اُسی طرح مَیں نے آنحضرت ﷺ کو بھی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپؐ بھی ہنسے تھے۔ آپؐ کے ہنسنے پر مَیں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپؐ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تھا کہ یقیناً تیرا ربّ اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں"۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی بخشش کے لئے اور توبہ کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکنا بہت پسند آتا ہے۔ اس بات پر آنحضرت ﷺ بھی ہنسے اور مَیں بھی جب یہ پڑھتا ہوں تو ہمیشہ وہ یاد آجاتا ہے اور مَیں بھی ہنستا ہوں۔

ایک آیت ہے سورۃ الفتح کی دسویں آیت ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ اَللّٰهُ اَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دئے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مَیں ہمیشہ یہ کلمے نماز میں دہراتا ہوں"۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)۔ بعض صحابہ ذرا اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی آواز آجایا کرتی تھی اور جو پسند فرمایا کرتے تھے تو اس پر نماز کے بعد اپنی پسند کا اظہار بھی فرما دیتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات مَیں ابراہیمؑ سے ملا تو آپؑ نے کہا: اے محمد! اپنی امّت کو میرا اسلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بہت طیّب ہے اور اس کا پانی بہت شیریں ہے اور اس کے پودے"۔ اب یہ جو پانی اور زمین شیریں ہونا اور طیّب ہونا یہ سارے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اصطلاحات ہیں جن کے ظاہری معنی نہیں لئے جاسکتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے رؤیا میں، اس کشفی حالت میں آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ اس کا پانی بہت شیریں ہے اس کے پودے سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُلِلّٰه وَلَآاِلٰه اِلَّا هُو وَاللّٰه اَكْبَر ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ تو یہ سب ان کو پودے بیان فرمایا گیا ہے تو خدا تعالیٰ کی حمد و صفات کا بیان کرنا ہی جنت کے شیریں پھل ہونگے جس کا اس وقت ہمیں شعور نہیں ہے۔

ایک سورۃ الطّور کی انچاسویں آیت ہے: ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کر یقیناً تُو ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر جب تُو اٹھتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب الفتن میں یہ روایت ہے۔ ھند بنت الحارث روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول کریم ﷺ ڈر کر جاگ اٹھے۔ آپؐ کہہ رہے تھے: سُبْحَانَ اللّٰه، اللہ نے کیا ہی خزانے نازل فرمائے ہیں اور کیا ہی فتنے نازل فرمائے ہیں۔ کون ہے جو حُجرے والیوں کو بیدار کرے، آپؐ کی مراد آپؐ کی بیویاں تھیں تاکہ وہ اُٹھ کر نماز پڑھیں۔ کتنے ہی ایسے ہیں جو اس دنیا میں تو لباس پہنے ہوئے ہیں مگر آخرت میں ننگے ہوں گے"۔ (بخاری۔ کتاب الفتن)

ایک مسلم کتاب السلام سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ امّ المومنین حضرت صفیہؓ بنت حُیَیّ بن اَخطب بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک رات مَیں آپؐ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئی۔ مَیں نے آپؐ سے کچھ باتیں کیں، پھر واپس آنے کے لئے اُٹھی تو آپؐ بھی میرے ساتھ ہو گئے تاکہ مجھے واپس چھوڑ آئیں۔ حضرت صفیہؓ کا گھر دار اُسامہ بن زید میں ہوا کرتا تھا جو مسجد سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ انصار میں سے دو آدمی ہمارے قریب سے گزرے۔ جب انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیَیّ ہے۔ اُن دونوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یا رسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی شر نہ ڈال دے۔ (مسلم، کتاب السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تسبیح کیا ہوتی ہے؟ سورۃ بقرہ کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی زبان سے بتایا ہے ﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (بقرہ :۳۱) قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام مخلوق پر ظاہر کئے ہیں جن سے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان حمد الٰہی کرنے کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہے۔ ہمارے پاک سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا ہے ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى﴾ (بنی اسرائیل:۲)۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ (الاعلیٰ:۲) غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خدا تعالیٰ کے محامد، بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس سورۃ کو جو ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضلِ عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے۔ ہر چیز جو زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے۔ نادان دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو یہ امر دیگر ہے مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ کس طرح پر ذرّہ ذرّہ خدا تعالیٰ کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے۔ دیکھو ایک کو جو زمین سے نکلتی ہے بلکہ مَیں اس کو وسیع کر کے یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے کیسا صاف اور شفاف ہوتا ہے"۔ "پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے" سے مراد صرف یہ ہے کہ جو گندہ ہے جس کو ہم پنجابی میں رُوڑی کہتے ہیں تو اس میں بول و براز اور گندگی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن جب اس میں سے پتا پھوٹتا ہے کوئی تو نہایت شفاف ہوتا ہے، اس میں گندگی کا ایک ذرّہ بھی شامل نہیں ہوتا۔

"کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے، نکل سکتا ہے۔ اس پتہ کی صفائی نزاکت اور لطافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے۔ اس طرح پر ذرا اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ

جرمنی کے احباب کے لئے سنہری موقع

Microsoft Certified Professional IT Training Centre

گورنمنٹ جرمنی کا تسلیم شدہ ایجوکیشن سنٹر

Tel :0049+511+404375 & 0049+1703826764 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: Khalid@t-online.de Ehrharstr.4 30455 Hannover

(Telekommonikationstechnik) کا جدید ترین کالج

Informatiker , IT- System-Elektroniker and other neu IT-Profession's

Arbeitsamts سے اپنے تعلیمی اخراجات دلوانے کے لئے مزید معلومات ہمارے دفتر سے حاصل کریں

Fach Informatiker, IT-System-Electroniker and other neu IT-Profession's

in only 4 weeks IHK Certificate for (MCSE+MCDBA IT-System Administrator)

For (MCSE+CCNA+CCNP IHK Certificate in 4 weeks Netzwerk Administrator)

فرانکفورٹ اور اس کے گرد و نواح میں رہنے والے احباب

ہمارے بیت السبوح کے ساتھ ملحقہ دفتر سے تفصیلی معلومات مندرجہ ذیل پتہ پر حاصل کر سکتے ہیں

Ask Consultants

Bertaung. Finanzdienstleistungen & Immobiliengesellschaft

حکومت جرمنی ذاتی مکان خریدنے والوں کی ایک لاکھ مارک اور زائد رقم سے بھی یہ مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

ذاتی مکان خریدنے، بنانے نیز قرضہ کی سہولت اور حکومت سے حاصل ہونے والی مدد کے سلسلہ میں تفصیلی معلومات کے لئے ہم سے رابطہ کریں۔

Khawaja Mohammad Aslam & Ahsan Sultan Mahmood Kahloon

Berner Strasse 60 - 60437 Frankfurt am Main. Tel 069-950 95940

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

انسان کے جس قدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے"۔ یعنی انسان تو روشنی میں عمدہ کام کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں کو تو راتوں کے اندھیروں میں چھپالیتا ہے اور دن کی روشنی میں اپنی نیکیاں ظاہر کرتا ہے اور عمدہ کام کرتا ہے۔ "مگر اللہ تعالیٰ کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں"۔ خدا تعالیٰ کو اس دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ اندھیروں میں اپنے عجائبات دکھاتا چلا جاتا ہے۔ "اور پھر کیسے صاف، کیسے دل خوشکن اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک انار کے دانہ کو دیکھو۔ کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کرتا؟ اسی طرح آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں امر خلافِ نیچر ہے۔ مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہوں گے اور خدا کی تسبیح ہوگی۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر ایک ذرّہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیّومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے۔ اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۲۔۸۳)

اب سورۃ الحدید کی دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾۔ اور جب میں دوسری آیت کہتا ہوں تو پہلی آیت ہمیشہ ہم بسم اللہ شمار کرتے ہیں اس لئے بظاہر وہ پہلی آیت نظر آتی ہے مگر حقیقت میں وہ دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جو چیز نئی دنیا میں آتی ہے کیسی پاکیزگی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جب یہ پتے گرے تھے کیسی خراب شکل تھی"۔ (جس درخت کے نیچے کھڑے ہو کر درس دے رہے تھے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا) "جب نئے پتے نکلتے ہیں کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اروڑیوں پر کیسا گند ہوتا ہے مگر وہاں بھی جو پتہ نکلتا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ بارش کا پانی برستا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے کیسا مصفّٰی اور بے عیب ہوتا ہے۔ نہ مشرک ہوتا ہے نہ بے ایمان ہوتا ہے۔ بھینسوں اور کتیوں کے چھوٹے بچوں میں جو خوبصورتی پائی جاتی ہے وہ بڑوں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ آنکھیں نہ ہوں، کیسی دقت ہو۔ کان سے کیسی باتیں سنتے ہیں۔ زبان سے کیسی پاک باتیں نکلتی ہیں۔ خدا کے یہاں سے سب چیزیں پاک آتی ہیں۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ، ہر چیز اللہ کی پاکیزگی بیان کر رہی ہے۔

(بدر ۱۵؍مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۷)

اب سورۃ التغابن کی آیت نمبر ۲ ہے ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾۔ اللہ ہی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی سب حمد ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ یعنی آسمان کے لوگ بھی پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا"۔ اب یہ بہت ہی گہرا معرفت کا نکتہ بیان فرمارہے ہیں۔ "اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں"۔ ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ﴾ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آسمان میں دوسری جگہ بھی مخلوقات ہیں اور وہ سارے اجرام فلکی میں آباد بھی ہیں۔ وہ سب خدا کی ہدایتوں کے پابند ہیں۔

﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْ لَا تُسَبِّحُوْنَ قَالُوْا سُبْحَانَ رَبِّنَا اِنَّا كُنَّا ظَالِمِيْنَ﴾ ان میں سے بہترین شخص نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پاک ہے ہمارا رب یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔

اب سورۃ الاعلیٰ جس کی جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں تلاوت ہوتی ہے اس میں سے آیات ۲ تا ۶ ہیں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى. اَلَّذِيْ خَلَقَ فَسَوّٰى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدٰى. وَالَّذِيْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰى. فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰى﴾۔ اپنے بزرگ و بالا ربّ کے نام کا ہر عیب سے پاک ہونا بیان کر۔ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا۔ اور جس نے (عناصر کو) ترکیب دی پھر ہدایت دی۔ اور جس نے زندگی کی حفاظت کے لئے سبزہ نکالا۔ پھر اسے (ناقدروں کے لئے) سیاہ کوڑا کرکٹ بنا دیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"سَبِّحْ۔ پاکی بیان کر۔ شرک وغیرہ کے عیوب سے اس کی تنزیہہ کر۔ آیہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات کا ذکر ہے۔ سبوحیت، ربوبیت اور علوشان۔ اس کے ماتحت پیغمبر ﷺ کے لئے تین پیشگوئیاں تھیں جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔ آپ جنون، افتراء وغیرہ عیوب سے پاک تسلیم کئے گئے۔ آپ کی ربوبیت مکی زندگی کی ادنیٰ حالت سے یَوْمًا فَیَوْمًا بڑھتی گئی اور اعلیٰ ترین مقام پر یہاں تک پہنچائی گئی کہ ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے فوج در فوج لوگوں کو اسلام میں داخل ہوتے دیکھا"۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵)

اب اسی سورۃ کی طرف اشارہ ہے اس کی آیات ۲ تا ۴ ہیں۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس اپنے ربّ کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اُس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

پس الحمد للہ کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے قدموں کی خیرات ہم بھی یہ مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فوج در فوج لوگ پچھلے سال بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے تھے اور امسال بھی خدا کے فضل سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ کثرت کے ساتھ لوگ داخل ہونگے۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں، اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے۔ استغفار دو معنوں میں کرنا چاہئے ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو نئے اسلام میں داخل ہونگے وہ اپنے ساتھ بہت سی برائیاں اور بدیاں بھی لے کے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور دوسرا اس معنے میں کہ آپ کی بدیاں، بیماریاں دیکھ کر وہ لوگ جو اسلام میں جوش کے ساتھ، شوق کے ساتھ داخل ہوئے ہونگے وہ بد نمونہ پکڑ کے کہیں مرتد یا بے ایمان نہ ہو جائیں۔ یا حیران نہ ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں یعنی جن کے نمونہ سے ہمیں نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس دو طرح سے استغفار بہت ضروری ہے اور یہی سمجھنا چاہئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں، اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"فَسَبِّحْ، پس تسبیح کر، پس پاکی بیان کر۔ اَلتَّسْبِيْحُ هُوَ التَّطْهِيْرُ۔ تسبیح پاکیزگی اور طہارت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد خانہ کعبہ کی تطہیر ہے کیونکہ کفار نے اس میں بُت رکھے ہوئے تھے اور فتح مکہ کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام بُت وہاں سے نکال دئے گئے۔ اور اس کے گھر کو خدا تعالیٰ کی اس عبادت کے واسطے خاص کیا گیا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی بنا کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدے جب اپنے رب کے حضور میں کوئی اخلاص کا کام کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا بلکہ ابراہیم علیہ السلام والبرکات نے جنگل بیابان کے درمیان جہاں جہاں آدمی چھوڑ چرند پرند بھی نہ ملتا تھا جب خدا کے حکم کے مطابق اپنی بیوی اور بچہ کو چھوڑا اور بعد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے واسطے اس جگہ گھر بنایا تو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک شہر آباد کر دیا اور بالآخر جب کفار نے اس گھر میں بتوں کا ٹھکانہ بنایا تو محمدؐ جیسے پاک دل کو اس گھر کے مطہر

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه
ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھاکر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ھیں

آج ھی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

دل میں شرک رکھتے ہوئے خانہ کعبہ جاتے ہونگے۔ وہ سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے بھی یہی استنباط فرمایا ہے کہ ظاہری طور پر مشرکوں کو روکا نہیں گیا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریں بلکہ صرف ان کو مشرکانہ عادات اور اخلاق کے ساتھ خانہ کعبہ کے طواف سے روکا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یہ جو سورۃ ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے نصرت و تائید ملے گی یہ زمانہ وفات میں نازل ہوئی تھی یعنی رسول کریم ﷺ کی وفات کا زمانہ قریب تھا مگر "اس میں اللہ تعالیٰ زور دے کر اپنی نصرت اور تائید اور تکمیل مقاصدِ دین کی خبر دیتا ہے کہ اَب تُو اے نبی خدا کی تسبیح کر اور تمجید کر اور خدا سے مغفرت چاہ۔ وہ توّاب ہے۔ اِس موقع پر مغفرت کا ذکر کرنا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اَب کام تبلیغ کا ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا کر کہ اگر خدمت تبلیغ کے دقائق میں کوئی فروگذاشت ہوئی ہو تو خدا اُس کو بخش دے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸)

اب کام تبلیغ کا تواب بھی جاری ہے اور رسول کریم ﷺ کے غلاموں کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ کا کام کریں۔ مگر تبلیغ کا کام کر دینے کے بعد پھر دعا کا مقام باقی رہ جاتا ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ ہم اپنے تبلیغ کے زور سے لوگوں کو تبدیل کر دیں گے بالکل غلط ہے۔ جو تبلیغ کرنے والا دعا سے غافل ہو جاتا ہے اس کی تبلیغ میں کوڑی کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس تبلیغ کرنے والے یہ نکتہ یاد رکھیں کہ جس کو تبلیغ کریں اس کے لئے گہرے دل سے، دل کی گہرائی سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو ہدایت دے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"سُبْحَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَكَ. يَنْقَطِعُ اٰبَآءُ كَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ"۔ سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا، تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام بھی نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔ (تذکرہ صفحہ ٦٧)

اب یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت ہوا جبکہ آپ کے خاندان کے افراد ستّر (۷۰) کی تعداد میں تھے اور یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یہ سارے لاولد مر جائیں گے یا ان کی اولاد در اولاد بھی لاولد مرتی چلی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ جس نے آپ کو سچا ماننا ہو وہ بچ جائے گا۔ یہ استثناء صرف ان لوگوں کے حق میں تھا جس نے مسیح موعودؑ کو ماننا تھا۔ پس دو جگہ یہ استثناء پورا ہوا۔ اور اب دیکھ لو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پھیلا دیا ہے اور وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین تھے، آپ کے خاندان کے لوگ، ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ کوئی ان کا ذکر بھی نہیں کرتا کہ وہ کون تھے، کس جگہ جا مرے، کہاں دفن ہوئے، کسی کو کوئی خبر نہیں ان کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام آپ کی سچائی کی عظیم دلیل ہے۔

"اِنِّیْ مُهِيْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَتْرُكَكَ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ. سُبْحَانَ اللّٰهِ اَنْتَ وَقَارُهٗ. فَكَيْفَ يَتْرُكُكَ. اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ فَاخْتَرْنِیْ. قُلْ رَّبِّ اِنِّی اخْتَرْتُكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ۔ مَیں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتا ہے اور مَیں اُس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تُو اُس کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ مَیں ہی خدا ہوں۔ تُو سراسر میرے لئے ہو جا۔ تُو کہہ اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۹۰۔۳۹۱)

پھر ۱۹۰۳ء کا الہام ہے۔ "وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ. سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ لَسْتَ مُرْسَلًا. قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ. اَنْتَ وَجِيْهٌ فِیْ حَضْرَتِیْ. اِخْتَرْتُكَ لِنَفْسِیْ۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائیں گے۔ خدا اُن تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُس پر لگا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے اور مَیں نے اپنے لئے تجھے چُن لیا ہے"۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۴۸۸ اور ۴۰۱)

"سَبَّحَكَ اللّٰهُ وَوَافَاكَ خدا تُرا از عیوب منزّہ کرد و با تو موافقت کرد"۔ کہ اللہ تجھے عیوب سے منزہ کر دے گا اور خدا نے تجھے عیوب سے منزہ کر دیا ہے اور تیرے ساتھ موافقت کرتا ہے۔ خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی۔ (تذکرہ صفحہ ۴۹۴)

پھر الہام ہے يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے۔ (تذکرہ صفحہ ۴۹۵)

"سَبَّحَكَ اللّٰهُ وَافَاكَ وَ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَعْلَمْ"۔ خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔" (تذکرہ۔ صفحہ 651)۔ یہ ۱۹۰٦ء کا الہام ہے۔

پھر ۱۹۰٦ء ہی کا ایک اور الہام ہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَكَ. يَنْقَطِعُ اٰبَآءُ كَ وَيُبْدَءُ مِنْكَ. وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَتْرُكَكَ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ۔" کہ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔ وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے"۔ (تذکرہ صفحہ ٦٣٢۔٦٣٣)

پھر ۱۹۰۸ء کا یہ الہام ہے۔ اس سلسلہ میں آخری الہام ہے ۱۹۰۸ء کا اس کے بعد آپ کا وصال ہو جاتا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ بہت پڑھنا چاہئے"۔ یہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہئے اور یہ ہر احمدی کو اپنے اوپر فرض کر لینا چاہئے کہ ہر تہجد کی نماز میں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ پڑھنا چاہئے۔ پاک ہے اللہ وَبِحَمْدِهٖ صرف پاک ہی نہیں بلکہ اپنی حمد بھی ساتھ رکھتا ہے اس لئے عظمت وہی ہے کہ پاک بھی ہو اور اس کے ساتھ حمد سے بھی لبریز ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے ساتھ یہ الہامی دعا بھی سکھائی گئی تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کہ اے اللہ تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تو عظمت والا ہے۔ پس رکوع میں جب ہم کہتے ہیں کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ تو اس کی تشریح ہو گئی ہے کہ عظمت کہتے کس کو ہیں اور پھر ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور دوسری دفعہ وَّاٰلِ نہیں بلکہ وَّاٰلِ مُحَمَّد، رسول اللہ ﷺ کو اور آل کو ایک ہی جگہ بیان فرما دیا ہے۔ پس یہ دعا جن کو یاد ہو یا یاد ہو سکے وہ اس کو بھی باقاعدہ تہجد میں اپنے لئے ایک ورد کے طور پر پڑھا کریں۔

❀❀❀❀......✿✿✿......❀❀❀

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور ایدہ اللہ نے مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ایوب، حضرت زکریا اور حضرت یونس علیہم السلام کی دعاؤں اور ان کی قبولیت کا بھی ذکر فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ خدا تکلیف اور دکھ کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول فرمائے اسے چاہئے کہ آرام و آسائش کے وقت خدا سے دعا کرے۔ یعنی بلاؤں سے پہلے ہی بلاؤں سے محفوظ رہنے کی دعائیں کرلیں۔ غریبوں کی مدد کرنے سے بھی تکلیف دور ہو جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور بعض الہامات بھی اس مضمون سے متعلق پڑھ کر سنائے اور پھر حضور علیہ السلام کی ایک دعا بھی پڑھی۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور نے فرمایا کہ عنقریب ہم آخری عشرہ میں داخل ہونے والے ہیں۔ مَیں امید رکھتا ہوں کہ سب کو سچی دعا کی توفیق ملے گی۔ آپ میں سے جو اعتکاف بیٹھ رہے ہیں خدا ان کا اعتکاف قبول فرمائے۔

سیل ۔ سیل ۔ سیل SALE SALE SALE ANGEBOT

Karam-Asian-Store

Momday-Friday 8-00am to 20-00 pm
Sat. 9-00 am to 16-00 pm

مرغی ۱۰ کلو (لیگ پیس)	25-50	پوٹن بُرسٹ Fresh (فی کلو)	9-99
مرغی صاف کی ہوئی (لیگ پیس)	29-99	چکن بُرسٹ (فی کلو)	8-99
گوشت پورا بکرا (فی کلو)	11-99	چاول (لیلی) کرنل باسمتی (۱۰ کلو)	29-99
قیمہ (گائے کا۔ فی کلو)	6-50	چائے 275 پڑیوں والی	12-99
پوٹن کا گوشت (فی کلو)	8-50	مٹھائی (۵۰۰ گرام)	5-80

Wormer Str.11 , 64625 Bensheim
Tel/Fax: 06251-849659 + 01626076006
(ALDI کے سامنے)

اس کے علاوہ تازہ سبزیاں، ٹماٹر، تازہ پھل اور جرمن سبزیاں و پھل وغیرہ بھی سستی قیمت پر دستیاب ہیں۔ ڈلیوری کا انتظام ہے۔ آرڈر بُک کروانے کے لئے اوپر دئے گئے نمبر پر فون کریں۔ شکریہ

بقیہ: خلاصہ درس القرآن از صفحہ نمبر ۲

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ روایت بھی مشکوک لگ رہی ہے حالانکہ اس کو مرفوع حدیث قرار دیا گیا ہے۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دن اور رات روزے رکھے۔ یا تو راوی نے غلطی کھائی ہے یا یہ مطلب ہے کہ دن کو روزے رکھے اور رات کو قیام کیا۔ اسی طرح اس میں جو بیان ہے کہ "آپ کے منہ کی بُو روزہ دار کے منہ کی بُو تھی"۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے منہ کی بات ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک طرف تو خدا فرماتا ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بُو اسے کستوری سے زیادہ پسند ہے اور دوسری طرف یہ کہ بُو کی وجہ سے اس سے منہ موڑ لیا۔

پھر لکھا ہے: "آپ کے ربّ نے آپ سے کہا کہ تُو نے روزہ کیوں کھولا ہے حالانکہ وہ سارا معاملہ خوب جانتا تھا"۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر محاکمہ کرتے ہوئے فرمایا کہ روح المعانی قریب کے زمانہ کی تفسیر ہے۔ اس میں ایسی لغو باتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں جو ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیان فرمائی ہوں۔

وہ مزید لکھتے ہیں: "تو موسیٰ نے کہا: اے میرے ربّ مَیں نے اپنے منہ کی عمدہ بُو کے بغیر تجھ سے کلام کرنا پسند نہیں کیا۔ اللہ نے کہا کیا تجھے معلوم نہیں اے موسیٰ کہ میرے ہاں صائم کے منہ کی بُو کستوری کی بُو سے بھی زیادہ عمدہ ہے۔ تُو واپس جا اور دس روزے رکھ۔ پھر میرے پاس آنا۔ موسیٰؑ نے وہی کیا جو اس کے ربّ نے حکم دیا تھا اور یہی آپ کا قول ﴿وَاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ﴾ ہے اور اس کی تعبیر راتیں ہیں۔ جیسے کہا گیا کہ یہ مہینوں کی پہلی دس راتیں ہوتی ہیں"۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً﴾: چالیس کے عدد سے انسان کو ایک خاص مناسبت ہے۔ نطفہ چالیس دن میں صورت انسان اختیار کرتا ہے۔ چالیس دن کے بعد اس کی ماں تندرست ہوتی ہے۔ چالیس سال پر آدمی کے تمام قویٰ کمال کو پہنچتے ہیں۔ خدا نے موسیٰؑ سے فرمایا: روحانی برکات کے حصول کے لئے تیس دن ہماری طرف تبتّل تام کرو اور اگر دس دن اور رہو تو یہ درجہ اکمل ہے۔

﴿اُخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ﴾: ثابت ہوا کہ جب کوئی بڑا آدمی قوم کا لیڈر مرکز سے جدا ہو تو اپنا خلیفہ مقرر کر کے جائے"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "پھر ہم کہتے ہیں کہ جس حالت میں وعدہ کی تاریخ ٹلنا نصوصِ قرآنیہ قطعیہ یقینیہ سے ثابت ہے جیسا کہ آیت ﴿وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً﴾ اس کی شاہد ناطق ہے تو وعید کی تاریخیں جو نزولِ عذاب پر دال ہوتی ہیں جس کا ٹلنا اور ردّ بلا ہونا توبہ استغفار اور صدقات سے باتفاق جمیع انبیاء علیہم السلام ثابت ہے پس ان تاریخوں کا ٹلنا بوجہ اولیٰ ثابت ہوا اور اس سے انکار کرنا صرف سفیہ اور نادان کا کام ہے نہ کسی صاحب بصیرت کا"۔

(ضمیمہ انوارالاسلام اشتہار انعامی چار ہزار روپیہ، روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۱۱۹۔۱۲۰)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ مضمون یہ معنی رکھتا ہے کو جو خوشخبری کے وعدے ہوتے ہیں ان کو بھی کچھ عرصہ کے لئے ٹال دیا جاتا ہے لیکن جو وعید ہیں ان کو تو اللہ تعالیٰ ضرور ٹال دیتا ہے۔ تو بڑی بے وقوفی ہے کہ مسلمان وعید کو ٹال دینے کے مضمون کو نہ سمجھ سکیں۔

آیت ۱۴۴ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کا جو محاورہ قرآن کریم میں کئی جگہ استعمال ہوا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ اُس زمانے کے جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سے مَیں پہلا ہوں۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر زمانے کے مومنوں میں سے پہلا ہوں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس آیت کے اہم الفاظ کی حل لغات بھی پیش فرمائی۔ مفردات امام راغب کے حوالہ سے ﴿تَجَلّٰى﴾ کی تشریح میں بتایا کہ اَلْجَلْوُ کسی چیز کا نمایاں طور پر ظاہر ہونا۔ اسی سے خَبَرٌ جَلِيٌّ (واضح خبر) اور قِيَاسٌ جَلِيٌّ (واضح قیاس) آتے ہیں۔ جَلَوْتُ السَّيْفَ جَلَاءً: مَیں نے تلوار کو صیقل کیا۔ اَلسَّمَآءُ جَلْوَآءُ: صاف آسمان جو بادلوں سے خالی ہو۔ رَجُلٌ اَجْلٰى: گنجا شخص۔ ایسا آدمی جس کے سر پر بال نہ ہوں۔

پھر فرمایا کہ ﴿دَكًّا﴾ کی مفردات میں یہ تشریح کی گئی ہے کہ اَلدَّكُّ کے معنی نرم اور ہموار زمین کے ہیں۔ دَكَّهٗ دَكًّا کے معنی کُوٹ کر ہموار کرنے کے ہیں...... اَلدَّكْدَاكُ۔ نرم زمین۔ اَرْضٌ دَكَّاءُ، ہموار زمین۔ اس کی جمع دُكٌّ آتی ہے۔ نَاقَةٌ دَكَّآءُ. ہموار زمین کے ساتھ تشبیہ دے کر ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کی کوہان نہ ہو۔

حضور نے فرمایا کہ کسی قوم کو جب عذابوں سے کُوٹ دیا جائے اور اس میں کوئی اونچ نیچ دکھائی نہ دے تو اس پر یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

لفظ ﴿خَرَّ﴾ کی تشریح میں بتایا کہ خَرَّ خَرِيْرًا کے معنی کسی چیز کا آواز کے ساتھ نیچے گرنا۔ ......اَلْخَرِيْرُ بلندی سے گرنے والے پانی کی آواز۔ اور ﴿صَعِقًا﴾ کے ضمن میں فرمایا کہ اَلصَّاعِقَة ہولناک دھماکہ۔ یہ تین قسم پر ہے۔ ۱۔ موت و ہلاکت ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾۔ ۲۔ عذاب ﴿اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ﴾۔ ۳۔ آگ ﴿وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ﴾۔ مندرجہ بالا تینوں معنے صَاعِقَة کے آثار کے ہیں اصل معنی فضا میں سخت آواز کے ہیں۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے شیعہ مفسر شیخ ابوالحسن القُمّی (متوفی ۳۲۹ھ ۹۴۰ء) کی تفسیر سے حوالہ پیش فرمایا۔ وہ لکھتے ہیں کہ: "حضرت موسیٰؑ کی دعا کہ اے میرے ربّ!" مجھے اپنا دیدار کرا" کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ تُو ہرگز مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ یعنی تجھے دیکھنے کی طاقت (تاب) نہیں۔ لیکن تو پہاڑ کی طرف دیکھ اگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تُو مجھے دیکھ لے گا۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا پردہ ہٹایا اور پہاڑ کی طرف دیکھا تو پہاڑ سمندر میں دھنس گیا تھا۔ پس وہ قیامت تک گرا پڑا رہے گا"۔

حضور نے فرمایا کہ مفسرین ڈھکونسلوں میں پڑ جاتے ہیں۔ زمانے کے لحاظ سے نسبتاً جدید ہیں لیکن خیالات کے لحاظ سے بہت قدیم کہ جہالت کے زمانے کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ اب یہ کوئی بات ہے تسلیم کرنے والی کہ "اللہ تعالیٰ نے پردہ ہٹایا اور پہاڑ کی طرف دیکھا تو پہاڑ سمندر میں دھنس گیا۔ پس وہ قیامت تک گرا پڑا رہے گا۔ اور فرشتے نازل ہوئے۔ آسمان کے دروازے کھل گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو وحی کی۔ موسیٰؑ کو پکڑو کہ وہ بھاگے نہیں۔ پس فرشتوں نے حضرت موسیٰؑ کا احاطہ کیا۔ اور کہا اے ابن عمران توبہ کر کیونکہ تُو نے اللہ تعالیٰ سے بہت بڑی بات کا مطالبہ کیا۔ پس جب حضرت موسیٰؑ نے پہاڑ کو دھنسا ہوا اور فرشتوں کا نزول دیکھا تو اپنے چہرے کے بل گر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خشیت اور ہولناک منظر کی وجہ سے وفات پا گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح لوٹا کر زندہ کیا۔ پس انہوں نے سر اٹھایا اور ہوش میں آکر عرض کی تُو پاک ہے مَیں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ اور مَیں ایمان لانے والوں میں سے اول اور پہلا ہوں۔ یعنی پہلا ہوں جو تصدیق کرتا ہوں کہ تیرا دیدار نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا اے موسیٰ! مَیں تمہیں باقی لوگوں سے اپنی رسالت اور کلام کی وجہ سے ممتاز کرتا ہوں۔ پس جو مَیں (از قسم شریعت) تمہیں دیتا ہوں اس کو مضبوطی سے پکڑ اور شکر گزاروں میں سے ہو۔ پس حضرت جبرائیل نے پکارا اے موسیٰ مَیں تیرا بھائی جبرائیل ہوں"۔

علامہ ابوعبداللہ القرطبی لکھتے ہیں: "﴿خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾۔ ابن عباسؓ، حسن بصریؒ اور قتادہ نے کہا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ فوت ہو کر گر پڑے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ ﴿صَعِقًا﴾ سے مراد موت نہیں بلکہ گرج کی وجہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔

حضور ایدہ اللہ نے اس مضمون کا بھی ذکر فرمایا کہ کیا رویت الٰہی ممکن ہے یا نہیں؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ معنوی طور پر دیدار ہوتا ہے دل کی آنکھوں سے تو انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ سکتا ہے مگر ویسے نہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿جَعَلَهٗ دَكًّا﴾: صوفیاء نے اس مقام پر بحث کی ہے۔ وہ کہتے ہیں پہاڑ تو اب بھی برقرار ہے۔ پس وہاں دیدار الٰہی ہوا۔ علماء کہتے ہیں کہ وہ ایک تجلّی ربّانی کو نہ برداشت کر سکا۔ اسی لئے جب اِسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ پورا نہ ہوا۔ تو ﴿لَنْ تَرٰىنِيْ﴾ کیونکر پورا ہوتا"۔

(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: (۱) "﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾ پس جب کہ خدا نے پہاڑ پر تجلّی کی تو اس کو پاش پاش کر دیا۔ یعنی مشکلات کے پہاڑ آسان ہوئے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۱۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں حضور علیہ السلام نے معنوی پہاڑ مراد لئے ہیں۔ براہین احمدیہ میں ہے: "جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلّی کرے گا تو انہیں پاش پاش کر دے گا"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۲۵ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: "جب طالبِ کمال وصالِ خدا کے لئے اپنے تمام وجود سے الگ ہو جاتا ہے۔ اور کوئی حرکت و سکون اس کا اپنے لئے نہیں رہتا بلکہ سب کچھ خدا کے لئے ہو جاتا ہے تو اس حالت میں اس کو ایک روحانی موت پیش آتی ہے جو بقا کو مستلزم ہے۔ پس اس حالت میں گویا وہ بعد موت کے زندہ کیا جاتا ہے اور غیر اللہ کا وجود اس کی آنکھ میں باقی نہیں رہتا یہاں تک کہ غلبہ مشہود ہستی الٰہی سے وہ اپنے وجود کو بھی نابود ہی خیال کرتا ہے۔ پس یہ مقام عبودیت و فناء اتم ہے جو غایت سیر اولیاء ہے اور اسی مقام غیب سے باذنِ اللہ ایک نور سالک کے قلب پر نازل ہوتا ہے جو تقریر اور تحریر سے باہر ہے۔

غلبہ شہود کی ایک ایسی حالت ہے کہ جو علم الیقین اور عین الیقین کے مرتبہ سے برتر ہے۔ صاحب شہود تام کو ایک علم تو ہے مگر ایسا علم جو اپنے ہی نفس پر وارد ہو گیا ہے جیسے کوئی آگ میں جل رہا ہے۔ سو اگرچہ وہ بھی جلنے کا ایک علم رکھتا ہے مگر وہ علم الیقین اور عین الیقین سے برتر ہے۔ کبھی شہودِ تام بے خبری تک بھی نوبت پہنچا دیتا اور حالت سکر اور بیہوشی کی غلبہ کرتی ہے۔ اس حالت سے یہ آیت مشابہ ہے ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ لیکن حالتِ تامّ وہ ہے جس کی طرف اشارہ ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى﴾ یہ حالت اہلِ جنت کے نصیب ہوگی۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۳۵ مورخہ ۱۰؍اکتوبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ حاشیہ)

اور مکتوبات میں ہے: "موسیٰ علیہ السلام کا بیہوش ہو کر گرنا ایک واقعہ نورانی تھا جس کا موجب کوئی جسمانی ظلمت نہ تھی بلکہ تجلیاتِ صفاتِ الٰہیہ جو بغایت اشراق نور ظہور میں آئی تھیں۔ وہ اس کا موجب اور باعث تھیں جن کی اشراق تام کی وجہ سے ایک عاجز بندہ عمران کا بیٹا بیہوش ہو کر گر پڑا اور اگر عنایت الٰہیہ اس کا تدارک نہ کرتیں تو اسی حالت میں گداز ہو کر نابود ہو جاتا۔ مگر یہ مرتبہ ترقیاتِ کاملہ کا انتہائی درجہ نہیں ہے۔ انتہائی درجہ وہ ہے جس کی نسبت لکھا ہے ﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی﴾ (النجم:۱۸)۔

(مکتوبات نمبر ۱ صفحہ ۱۲)

آیت ۱۴۵ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ایک مختصر نوٹ پڑھا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ ﴿كُنْ مِنَ الشَّاكِرِيْنَ﴾ یعنی اس پر عمل کرو۔

آیت ۱۴۶: ﴿وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ ......الخ﴾ کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور نے مشکل الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔ ﴿اَلْاَلْوَاحُ﴾ کے تحت بتایا کہ اَللَّوْحُ: تختہ۔ اس کی جمع اَلْوَاحٌ ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَحَمَلْنَاهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّ دُسُرٍ﴾۔ لَوْحٌ لکڑی وغیرہ کی اس تختی کو بھی کہتے ہیں جس پر کچھ لکھا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ﴾۔

علامہ محمود بن عمر الزمخشری فرماتے ہیں: ﴿وَكَتَبْنَا لَهٗ فِي الْاَلْوَاحِ﴾: "ان تختیوں کو صرف چار آدمی پڑھ سکتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، یُوشَع، عُزَیر اور عیسیٰ علیہم السلام"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ فرضی ظنی باتیں ہیں حالانکہ زمخشری مفسرین میں سے معقول ترین سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن یہ تفسیریں بہت ساری خیالی ہیں۔ ان کا حقیقت حال سے کوئی تعلق نہیں۔ اسرائیلیات پر بنا کر کے یہ باتیں لکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

"مقاتل نے کہا ہے کہ ان تختیوں پر لکھا ہوا تھا کہ مَیں اللہ ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور رستوں میں لوٹ مار نہ کرو۔ میرے نام کی جھوٹی قسم نہ کھاؤ۔ جو شخص میرے نام کی جھوٹی قسم کھائے گا مَیں اس کو پاک نہیں ٹھہراؤں گا۔ قتل نہ کرو، زنا نہ کرو اور والدین کے ساتھ بدسلوکی نہ کرو"۔ (تفسیر الکشاف)

علامہ فخر الدین رازی لکھتے ہیں: "صاحب کشاف نے ایک روایت یہ بیان کی ہے کہ موسیٰؑ عرفہ کے دن بے ہوش ہو کر گر پڑے تھے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو یَوْمُ النَّحرِ کو تورات دی تھی۔ اور لوگوں نے تختیوں کی تعداد اور ان کے طول و عرض کا بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ دس تھیں۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ سات تختیاں تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ تختیاں زمرد کی تھیں۔ جو جبرائیل لے کر آتے تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ ساری باتیں فرضی ہیں۔ تخیل کی باتیں ہیں کہ تختیاں زمرد کی تھیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: "حکیم ترمذی کا قول ہے کہ حضرت جبرائیل، موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دونوں پروں میں لے کر اُوپر گئے"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حکیم ترمذی کا یہ قول ہمارے لئے کیا معنی رکھتا ہے جبکہ قرآن کریم تو فرماتا ہے ﴿خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾ اور حکیم ترمذی صاحب لکھ رہے ہیں کہ "جبرائیل، موسیٰ علیہ السلام کو اپنے دونوں پروں میں لے کر اُوپر گئے۔ یہاں تک کہ ان کو خدا کے اتنا قریب کر دیا کہ آپ نے ان قلموں کے چلنے کی آواز سنی جن سے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کی خاطر تختیاں لکھ رہے تھے۔

مجاہد نے کہا ہے کہ تختیاں زرد رنگ کے زمرد کی بنی ہوئی تھیں۔ ابن جبیر نے کہا ہے کہ یہ تختیاں سرخ یاقوت سے بنی ہوئی تھیں اور ابوالعالیہ کے نزدیک بھی یہ تختیاں زمرد کی بنی ہوئی تھیں جب کہ حسن بصریؒ کے مطابق یہ لکڑی کی تیار کردہ تھیں اور آسمان سے اتری تھیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ پتھر کی بنی ہوئی تھیں۔ ایسے پتھر کی جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے نرم کیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو اپنے ہاتھوں سے کاٹا اور انگلیوں سے درست کیا تھا۔

ربیع بن انسؓ نے کہا ہے کہ تورات ستر اونٹوں پر لادی گئی اور اللہ تعالیٰ نے ان تختیوں کی عزت کی وجہ سے انہیں اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ حالانکہ ان تختیوں کو جبرائیل نے خود اس قلم سے لکھا تھا جس سے اس نے اَلذِّکْر یعنی قرآن کریم کو لکھا تھا اور اس کی سیاہی نور کے دریا سے لی گئی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ وہ لکھنے کی طرز ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ظاہر کی اور تختیوں کو اس لکھائی میں لکھا گیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ تفسیریں مَیں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیریں دیکھیں اور یہ تفسیریں دیکھیں۔ کتنا زمین آسمان کا فرق ہے۔

علامہ شہاب الدین آلوسی لکھتے ہیں: "بعض آثار میں ہے کہ یہ میقات سے قبل لکھی گئی تھیں۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ اس میں نبی ﷺ کا ذکر ہے اور آپ ﷺ کی امت کا ذکر ہے اور جو کچھ ان کے لئے خزانے رکھے گئے ہیں اور جو ان پر ان کا دین آسان بنایا گیا ہے اور جو انہیں حلال کی گئی چیزوں میں وسعت دی گئی ہے اس کا بھی ذکر ہے۔ حتی کہ یہ بھی ملتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس خیر کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کو دے رکھی ہے حیران ہوئے اور خواہش کی کہ وہ بھی اس میں شامل ہوتے"۔ (روح المعانی)

آیت ۱۴۷ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اَلْغَيُّ﴾ کی حل لغات پیش فرمائی۔ ﴿اَلْغَيُّ﴾: جَهْلٌ مِنْ اِعْتِقَادٍ فَاسِدٍ. ایسی جہالت جو غلط اعتقاد پر مبنی ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى﴾۔ مجازی طور پر عذاب کو بھی غَيٌّ کہتے ہیں۔ غَاوٍ: بھٹکنے والا۔ جمع: غَاوُوْنَ اور غَاوِيْنَ۔ غَوِيَ: فَسَدَ عَيْشُهٗ۔ اس کی زندگی تباہ ہو گئی۔

آیت ۱۴۸: ﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا ......الخ﴾۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"﴿وَلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ﴾۔ یہ ضروری نہیں کہ منہ سے تکذیبِ آخرت کی جائے بلکہ کئی ہیں جو اپنے اعمال سے ثابت کرتے ہیں کہ گویا مرنا ہی نہیں"۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۱)

آیت ۱۴۹ کے تحت ﴿حُلِيِّهِمْ﴾ کے لفظ کی لغت پیش کرتے ہوئے فرمایا: اَلْحُلِيُّ: زیورات۔ یہ حَلْيٌ کی جمع ہے۔ قرآن کریم میں ہے ﴿مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾۔ حَلِيَ يَحْلٰى: آراستہ ہونا۔ حِلْيَةٌ: زیور۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ سامری نے قوم کو لوٹنے کے لئے ایک ترکیب نکالی تھی کہ سارا زیور مجھے دے دو اس سے ایسا بچھڑا تیار کروں گا جس کے منہ سے آوازیں نکلتی ہیں۔ اس نے زیور لے لئے اور کچھ زیور اور کچھ ملاوٹ سے بچھڑا تیار کر لیا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے بچھڑے کو پکڑ لیا۔ پھر اس بچھڑے کو جلایا گیا۔ مستشرقین کہتے ہیں کہ سونے کو اگر جلایا جائے تو سونا الگ ہو جاتا ہے تو ذرہ ذرہ ہو کر پانی میں کیسے مل سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا لیکن ہو سکتا ہے کہ سامری نے اس میں ایسی ملاوٹ کی ہو کہ سونا جس طرح زنگ ہوتا ہے اسی طرح ریزہ ریزہ ہو چکا ہو۔

علامہ ابو عبداللہ القرطبی لکھتے ہیں: "موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ وہ تیس دن کے لئے طور پر جائیں گے۔ تیس دن کے بعد دس دن اور گزر گئے تو سامری نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تمہارے پاس فرعون کی قوم کے زیورات ہیں اور بنی اسرائیل اپنی عید کے موقع پر قبطیوں سے زیورات عاریتاً لے لیتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالا تو فرعون کی قوم سمندر میں غرق ہو گئی اور وہ زیورات وہیں رہ گئے۔ سامری نے کہا کہ یہ زیورات تمہارے لئے حرام ہیں تم مجھے دے دو ہم ان کو جلا دیتے ہیں۔ سامری نے بنی اسرائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا ﴿اِجْعَلْ لَّنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ وہ معبود گائے کی طرح کے بنے ہوئے تھے۔ تو سامری نے ان زیورات سے سونے کا بچھڑا بنا دیا...... اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بچھڑے کو خون اور گوشت سے بنا دیا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب اس نے مٹی کی مٹھی زیورات کے اوپر آگ پر ڈالی تو وہ بچھڑا بن گیا۔ جو گائے کی طرح آواز نکالتا تھا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مفسرین کی یہ ساری باتیں ٹامک ٹوئیاں ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: "پھر اس نے بنی اسرائیل سے کہا کہ یہ تمہارا معبود ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے اس کو یہاں بھول گیا ہے خود اس کی طلب کو نکل گیا ہے۔ آؤ اس کی پوجا شروع کر دیں"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ساری تفسیریں ڈھکوسلے ہیں۔ مَیں اس لئے بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو اندازہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا احسان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تفسیر عطا فرمائی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دیکھیں علامہ شہاب الدین آلوسی جو ۱۸۵۳ء کے حال کے زمانہ کے ہیں لکھتے ہیں کہ: "روایت ہے کہ جب سامری نے بچھڑا بنا لیا تو اس کے منہ میں جبرائیل علیہ السلام کے گھوڑے کے نقش قدم سے لی ہوئی مٹی ڈالی اور وہ زندہ ہو گیا۔ .... معتزلہ کے تمام مفسرین کہتے ہیں کہ بچھڑا بغیر روح کے تھا اور سامری نے اسے اندر سے خالی بنایا تھا اور اس کے پیٹ میں مخصوص شکل کی نالیاں بنائیں اور اسے ہوا کے رخ پر رکھ دیا۔ اور ہوا ان نالیوں میں داخل ہوتی تھی جس سے اس کی آواز سنائی دیتی تھی۔ اور یہ آواز بچھڑے کی آواز سے مشابہ تھی۔ اس وجہ سے اسے ﴿خُوَار﴾ کا نام دیا گیا تھا۔ (روح المعانی)

آج آیت ۱۴۹ تک درس ہوا تھا کہ درس کا وقت ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ آج کی یہ بابرکت مجلس اپنے اختتام کو پہنچی۔

(مرتبہ: ابولبیب)

"جب تک نور الٰہی بصارت عطا نہ کرے اس وقت تک انسان اپنے نقص بھی دیکھ نہیں سکتا اور جب تک وہ نقص دور نہ ہوں نور الٰہی عطا نہیں ہو سکتا"۔

(ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سو سال پہلے

تاریخ احمدیت سے

۱۹۰۱ء

جمع الصلوٰۃ کا نشان

پیغمبر عالم آنحضرت ﷺ نے مسیح موعودؑ کی جو علامات بتائی تھیں ان میں ایک علامت یہ بھی تھی کہ "تُجْمَعُ لَهُ الصَّلٰوة" یعنی مسیح موعود کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ جس میں اس طرف اشارہ تھا کہ مصروفیت کا ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اس کے دینی اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے نمازیں جمع کی جائیں گی۔ ضمناً اس سے یہ بھی بتانا مقصود تھا کہ مسیح موعود نماز کے وقت پیش امام نہیں ہوگا بلکہ کوئی اور امامت کرائے گا۔ سو اس پیشگوئی کے عین مطابق قریباً اکتوبر ۱۹۰۰ء سے فروری ۱۹۰۱ء تک کا دور ایسا آیا جب کہ "خطبہ الہامیہ، تحفہ گولڑویہ، تریاق القلوب" اور بعض دوسری کتب کی تکمیل اور "اعجاز المسیح" کی تصنیف کے سلسلہ میں چار پانچ ماہ تک حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ مسجد مبارک میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کرواتے رہے۔ یہ دور فی الحقیقت آپؑ کے لئے ایک زبردست علمی جنگ کا تھا اور ضعف دماغ اور دوسرے مہلک عوارض کے باوجود دل میں خدمت دین کا اس درجہ جوش پیدا ہوا کہ "اعجاز المسیح" لکھ چکے تو طبیعت نے چاہا کہ دوسری اہم دینی مہمات کی طرف توجہ کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کیا جائے۔ مگر خالی بیٹھے رہنا آپ کو گوارا نہ ہوا۔ چنانچہ ۲۳ر فروری ۱۹۰۱ء کو خود ہی فرمایا:

"تفسیر کا کام تو ختم ہو گیا اور ہم چاہتے تھے کہ دوسرے ضروری کاموں کے شروع کرنے سے پہلے دو تین دن آرام کر لیتے مگر جی نہیں چاہتا کہ خالی بیٹھے رہیں۔ مثنوی مولانا روم میں لکھا ہے کہ ایک بیماری ہوتی ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ اس کو ہر وقت کوئی مکّیاں مارتا رہے۔ ایسا ہی اہل اللہ کا حال ہوتا ہے کہ وہ آرام نہیں کر سکتے۔ کبھی خدا ان پر کوئی محنت نازل کرتا ہے اور کبھی وہ آپ کوئی ایسا کام چھیڑ بیٹھتے ہیں جس سے ان پر محنت نازل ہو۔ نہایت درجہ برکت کی بات یہ ہے کہ انسان خدا کے واسطے کسی کام میں لگا رہے"۔

☆......☆......☆......☆

مولوی محمد احسن صاحب کے اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی راوی ہیں کہ جمع صلوٰۃ کے سلسلہ میں جب دو ماہ کا عرصہ ہو چلا تو ایک دن مولانا محمد احسن صاحب امروہوی نے حضرت مولانا نورالدین صاحب کی خدمت میں خط لکھا کہ بہت دن نمازیں جمع کرتے ہو گئے ہیں لوگ اعتراض کریں گے تو ہم اس کا کیا جواب دیں گے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے جواب دیا کہ حضرت صاحب سے ہی پوچھیں۔ مولوی محمد انوار حسن خان صاحب شاہ آبادی اس خط و کتابت میں قاصد تھے۔ ان سے حضرت منشی صاحب کو بھی اس سوال و جواب کا علم ہو گیا۔ چنانچہ انہوں نے حضور کی خدمت میں اس امر کا تذکرہ کر دیا۔ (یہ دسمبر ۱۹۰۰ء کا واقعہ ہے)۔ اس وقت تو حضورؑ نے کچھ نہ فرمایا لیکن مغرب کے بعد حضور نے اس پر خفگی کا اظہار فرمایا اور جمع صلوٰۃ کے نشان کے متعلق ایک جلالی تقریر فرمائی جس میں حضورؑ نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس امر پر روشنی ڈالنے کے بعد کہ گزشتہ پیشگوئیوں کے مطابق جمع صلوٰۃ کے علاوہ کئی اور اجتماعی رنگ کے نشانات روز روشن کی طرح پورے ہوئے۔ حضور نے فرمایا کہ "مَیں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا۔ ہاں مَیں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کی معرفت بڑھانے کے لئے منہاج نبوت پر اس قدر نشانات ظاہر کئے کہ لاکھوں انسان اس کے گواہ ہیں .... زمین نے اپنے نشانات الگ ظاہر کئے، آسمان نے الگ...... پھر اس قدر نشانات کے بعد اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ ہلاک ہوتا ہے۔ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک پر خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ ایک بھی تم میں سے ایسا نہیں جس نے اپنی آنکھوں سے کوئی نہ کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک بھی نہیں۔ پھر ایسی بصیرت اور معرفت رکھنے والے نشانوں کے بعد مجھ پر حسن ظن ہی نہیں رہا بلکہ میری سچائی اور خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے پر تم علی وجہ البصیرت گواہ ہو اور تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔ پھر وہ بڑا ہی بدقسمت اور نادان ہوگا جو اتنے نشانوں کے بعد اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ابتلاء میں پڑے"۔

"تم بہت سے نشانات دیکھ چکے ہو۔ اور حروف تہجی کے طور پر اگر ایک نقشہ تیار کیا جاوے تو کوئی حرف باقی نہ رہے گا کہ اس میں کئی نشان نہ آویں۔ تریاق القلوب میں بہت سے نشان جمع کئے گئے ہیں اور تم نے اپنی آنکھوں سے پورے ہوتے دیکھے۔ اب وقت ہے کہ تمہارے ایمان مضبوط ہوں اور کوئی زلزلہ اور آندھی تمہیں ہلا نہ سکے۔ بعض تم میں سے ایسے بھی صادق ہیں کہ انہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھا دئے لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی وہ مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہیں ہوئے۔ انہوں نے سنتے ہی آمنا کہہ دیا اور فاروقی ہو کر صدیقی عمل کر لیا۔ لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ شام کی طرف گئے ہوئے تھے واپس آئے تو راستہ ہی میں آنحضرت ﷺ کے دعویٰ نبوت کی خبر پہنچی۔ وہیں انہوں نے تسلیم کر لیا"۔

حضرت اقدس کی اس پر معارف تقریر نے ایک نیا ایمان و عرفان پیدا کر دیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب پر تو اس کا اتنا اثر ہوا کہ آپ عقیدت و ارادت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اٹھے اور عرض کیا کہ مَیں اس وقت حاضر ہوا ہوں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی رسول کریم ﷺ کے حضور رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا کہہ کر اقرار کیا تھا۔ اب میں اس وقت صادق امام مسیح موعود اور مہدی معہود کے حضور وہی اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کبھی ذرا بھی شک اور وہم حضور کے متعلق نہیں گزرا۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ بہت سے اسباب ایسے ہیں جن کا ہمیں علم نہیں اور مَیں نے ہمیشہ اس کو آداب نبوت کے خلاف سمجھا ہے کہ کبھی کوئی سوال اس قسم کا کروں۔ مَیں آپ کے حضور اقرار کرتا ہوں رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِكَ مَسِيْحًا وَ مَهْدِيًّا۔

اس تقریر کے ساتھ ہی حضرت اقدس نے اپنی تقریر ختم کر دی۔ مولانا محمد احسن صاحب جنہوں نے دراصل یہ سوال اٹھایا تھا زار و قطار رو رہے تھے اور توبہ کر رہے تھے۔

☆......☆......☆......☆

آداب رسالت اختیار کرنے کی پُرحکمت تلقین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم و عَدَل کے مقدس منصب پر فائز تھے اس لئے حضور نے اس تقریر میں اظہار ناراضگی کرتے ہوئے اپنے خدام کو اس امر کی خاص طور پر تلقین فرمائی کہ سوالات کے معاملہ میں آداب ملحوظ رکھیں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا:

"ہماری جماعت کے لئے تو یہ امر دُور از ادب ہے کہ وہ اس قسم کی باتیں پیش کریں یا ان کے وہم میں بھی ایسی باتیں آئیں۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں جو کرتا ہوں وہ خدا تعالیٰ کی تفہیم اور اشارہ سے کرتا ہوں۔ پھر کیوں اس کو مقدم نہیں کرتے...... اگر اس قدر نشان دیکھتے ہوئے بھی کوئی اعتراض کرتا اور علیحدہ ہوتا ہو تو وہ بے شک نکل جاوے اور علیحدہ ہو جاوے اس کی خدا کو کیا پروا ہے۔ وہ کہیں جگہ نہیں پا سکتا۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم عدل ٹھہرایا ہے اور تم نے مان لیا ہے پھر نشانہ اعتراض بنانا ضعف ایمان کا نشان ہے۔ حکم مان کر تمام زبانیں بند ہو جانی چاہئیں.............

جب تک خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حکم کی بات کے سامنے اپنی زبانوں کو بند نہ کرو گے وہ ایمان پیدا نہیں ہو سکتا جو خدا چاہتا ہے۔ اور جس غرض کے لئے اس نے مجھے بھیجا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ میرا یہ عمل اپنی تجویز اور خیال سے نہیں اللہ تعالیٰ کی تفہیم سے ہے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی کے لئے ہے...... مَیں ایسے لوگوں کو صلاح دیتا ہوں کہ وہ کثرت سے استغفار کریں اور خدا سے ڈریں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا ان کی جگہ اور قوم لاوے...... تم نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے اور مجھے مسیح موعود حکم عدل مانا ہے تو اس ماننے کے بعد میرے کسی فیصلہ یا فعل پر اگر دل میں کوئی کدورت یا رنج آتا ہے تو اپنے ایمان کی فکر کرو۔ وہ ایمان جو خدشات یا توہمات سے بھرا ہوا ہے کوئی نیک نتیجہ پیدا کرنے والا نہیں ہوگا۔ لیکن اگر تم نے سچے دل سے تسلیم کر لیا ہے کہ مسیح موعود واقعی حکم ہے تو پھر اس کے حکم اور فعل کے سامنے اپنے ہتھیار ڈال دو اور اس کے فیصلوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھو تا تم رسول اللہ ﷺ کی پاک باتوں کی عزت و عظمت کرنے والے ٹھہرو۔ رسول اللہ ﷺ کی شہادت کافی ہے۔ وہ تسلی دیتے ہیں کہ وہ تمہارا امام ہوگا۔ وہ حکم عدل ہوگا۔ اگر اس پر تسلی نہیں ہوتی تو پھر کب ہوگی۔ یہ طریق ہرگز اچھا اور مبارک نہیں ہو سکتا کہ ایمان بھی ہو اور دل کے بعض گوشوں میں بدظنیاں بھی ہوں۔ مَیں اگر صادق نہیں ہوں تو پھر جاؤ اور صادق کو تلاش کرو"۔

(تاریخ احمدیت جلد دوم
مؤلفہ دوست محمد شاہد)

بقیہ: پہلا سالانہ اجتماع واقفین نو پاکستان از صفحہ ۱۶

نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے اور صدارتی خطاب میں بچوں کو توجہ دلائی کہ اپنے ارادے نیک بنائیں، علم وسیع کریں، اخلاق سنواریں اور اللہ تعالیٰ سے سلسلہ کے لئے اور اپنے لئے دعائیں مانگتے رہیں۔ آپ نے بچوں کو خصوصی طور پر توجہ دلائی کہ سب اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کریں۔ نیک کاموں میں آگے بڑھیں، حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات کو غور اور توجہ سے سنیں۔ اجتماع میں شامل ہونے والے تمام بچوں کو سندات شرکت عطا کیں اور دو کتب "سیرت النبیؐ" اور "ذکر حبیب" مکرم وکیل اعلیٰ صاحب کی طرف سے تمام بچوں کو تحفۃً پیش کی گئیں۔

اختتامی اجلاس میں ناظران و وکلاء اور بزرگان سلسلہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اختتامی اجلاس کے بعد مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے دعا کروائی اور اس طرح یہ پہلا سالانہ اجتماع واقفین نو اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس اجتماع میں پاکستان کے ۳۳ اضلاع اور ربوہ سے نویں اور دسویں میں زیر تعلیم ۳۲۵ واقفین نو شامل ہوئے۔

درود۔ ایک جامع دعا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کو دعا سکھائی گئی ہے کہ "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔ یعنی اے اللہ! محمد رسول اللہ ﷺ پر اور آپؐ کی آنے والی روحانی اولاد پر اسی طرح فضل نازل فرما جس طرح تُو نے ابرہیمؑ اور اس کی اولاد پر فضل نازل فرمائے تھے۔

بعض لوگ اپنی نادانی سے یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا درجہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بہت بڑا ہے۔ پھر ایک بڑے درجہ والے کے لئے یہ دعا کرنا کہ اسے وہ کچھ ملے جو ان سے چھوٹے درجے والے کو ملا تھا اور نہ صرف ایک دفعہ یہ دعا کرنا بلکہ قیامت تک کرتے چلے جانا ایک مضحکہ خیز امر ہے۔ اور یہ ایک ایسی دعا ہے جیسے کسی ای۔ اے۔ سی کو کہا جائے کہ خدا تمہیں تھانیدار بنادے۔

اس کے متعلق یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو قسم کی خوبیوں کا ذکر کیا ہے۔ ایک خوبیاں تو وہ ہیں جو ان کی ذاتی ہیں مثلاً یہ کہ ابراہیم حلیم تھا، اَوّاہ تھا، منیب تھا، صدیق تھا، خدا کا مقرب تھا۔ ان خوبیوں اور مدارج کے لحاظ سے محمد رسول اللہ ﷺ یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام سے افضل ہیں۔ اگر آپ افضل نہ ہوتے تو آپ خاتم النبیین اور سید ولد آدمؑ کس طرح ہوسکتے۔ پس جہاں تک محمدی مقام کا سوال ہے وہ ابرہیمی مقام سے یقیناً افضل ہے۔ مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان ذاتی خوبیوں کے علاوہ قرآن کریم سے ہمیں ان کی ایک اور خوبی بھی معلوم ہوتی ہے جو قومی انعام کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔ اور وہ یہ کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی تھی کہ ﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾(بقرہ: ۱۲۹) یعنی اے ہمارے رب ہمیں اپنا سچا فرمانبردار بنائیو۔ اور ہماری ذریت میں سے بھی ایک ایسی امت پیدا کرنا جو تیری رضا کو حاصل کرنے والی اور تیری راہوں پر چلنے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو اس رنگ میں قبول فرمایا کہ وہ فرماتا ہے ﴿وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾(العنکبوت:۲۸) ہم نے ابراہیمؑ کی ذریت میں نبوت رکھ دی۔ گویا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے جو کچھ مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے اس سے بڑھ کر آپ کو انعام دیا۔

اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم دُرود میں یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ! تُو محمد ﷺ پر بھی اسی طرح فضل نازل فرما جس طرح تُو نے ابراہیم پر فضل نازل فرمایا۔ تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ خدایا جو معاملہ تُو نے ابراہیم علیہ السلام سے کیا تھا وہی سلوک محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی کرنا۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو کچھ مانگا تھا تُو نے اس سے بڑھ کر ان کو انعام دیا۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ مانگا ہے اس سے بڑھ کر آپ کو انعام دینا۔

اب یہ امر ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عرفان کے مطابق دعائیں کیں اور محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے عرفان کے مطابق کیں۔ بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ نے خدا تعالیٰ سے اتنی دعائیں کی ہیں کہ مجموعی طور پر تمام انبیاء نے بھی اتنی دعائیں نہیں کی ہونگی۔ پھر جب یہ مسلمہ امر ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کا عرفان ابراہیمی عرفان سے بہت بالا تھا تو پھر یہ بھی یقینی امر ہے کہ آپؐ کی دعائیں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں سے بڑھی ہوئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو جو کچھ ملنا ہے وہ بھی ابراہیمی انعام سے بہت زیادہ ہے۔

پس دُرود میں محمد رسول اللہ ﷺ کے مدارج کی بلندی اور آپؐ کی امت کی ترقی کے لئے اتنی جامع دعا سکھائی گئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی دعا تصور میں بھی نہیں آسکتی کیونکہ اس میں یہ سکھایا گیا ہے کہ الٰہی وہ رحمتیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذریعہ ان کی ذریّت پر نازل ہوئیں ان سے بڑھ کر رسول کریم ﷺ کے ذریعہ نازل کی جائیں۔ یعنی جس طرح ابراہیمؑ کو ان کے مانگنے سے بڑھ کر ملا اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ مانگا ہے آپؐ کو بھی اس سے بڑھ کر انعام دیا جائے اور چونکہ وسعت فیض کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کی دعائیں بہت بڑھی ہوئی ہیں اس لئے آپ کے انعامات بھی ابراہیمی انعامات سے بڑھ کر ہیں۔

لوگوں کو غلطی صرف ﴿كَمَا﴾ کے لفظ سے لگتی ہے حالانکہ اس جگہ مَا مصدریہ ہے اور ﴿كَمَاصَلَّيْتَ﴾ کے صرف اتنے معنے ہیں کہ "کصلوتك علی ابراهيم" یعنی جس طرح تُو نے ابراہیم پر اپنی برکات نازل کیں اسی قسم کی برکات محمد رسول اللہ ﷺ پر بھی نازل فرما۔ اگر ﴿كَمَاصَلَّيْتَ﴾ کی بجائے "اِلٰى قَدْرِ مَا صَلَّيْتَ" کہا جاتا تو بے شک اس کے یہ معنے ہو سکتے کہ تُو محمد رسول اللہ ﷺ پر اس درجہ کا دُرود بھیج جس درجہ کا دُرود تم نے ابراہیم علیہ السلام پر بھیجا تھا۔ مگر یہاں درجہ کا ذکر نہیں بلکہ قسم کا ذکر ہے اور مراد یہ ہے کہ جس قسم کی برکت حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی اولاد کو دی گئی تھی وہی قسم محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی اولاد کو بھی ملے۔ اور وہ یہی برکت ہے کہ جو کچھ ابراہیمؑ نے مانگا تھا خدا نے اس سے بڑھ کر اسے انعام دیا۔

اسی طرح ہمیں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ جو کچھ محمد رسول اللہ ﷺ نے مانگا ہے اے خدا! تُو اس سے بڑھ کر محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کی امت پر انعام واکرام کی بارش نازل فرما۔

آج کل اسلام کے خلاف سب سے بڑا فتنہ عیسائیت کا ہے اور عیسائیت اس بات کی مدعی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ ہمیں دُرود میں یہ دعا سکھائی گئی ہے کہ اے خدا! جتنی ترقیاں عیسائیت کو مل رہی ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ان وعدوں کی وجہ سے ہیں جو تُو نے ان سے کئے تھے۔ ہم تجھ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ ابراہیمی وعدوں کی وجہ سے اس کی ایک شاخ جو اسحاقؑ سے تعلق رکھتی تھی اس پر جو تُو نے فضل نازل کئے ہیں اس سے بڑھ کر اسماعیلؑ کی نسل یعنی محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ سے تعلق رکھنے والوں پر فضل نازل فرما۔ اگر اللہ تعالیٰ ادھر سے اپنی برکتیں ہٹالے اور ان کا رُخ اسماعیلؑ کی نسل کی طرف پھیر دے تو عیسائیت ایک دن میں ختم ہو جاتی ہے۔

پس یہ ایک عظیم الشان دُعا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے سکھائی گئی ہے اور پھر یہ ایک ایسی دُعا ہے جس میں دنیا کے ہر ملک اور ہر علاقہ کے مسلمان شامل ہیں گویا یہ ایک ایسی کامل دُعا ہے کہ نہ آقا اس سے باہر رہتا ہے اور نہ امت محمدیہ کا کوئی فرد باہر رہتا ہے۔ آج کل یورپین اقوام کو جو طاقت حاصل ہے یہ صرف ان وعدوں کی وجہ سے ہے جو اسحاقؑ کی نسل سے کئے گئے تھے۔ اگر اب اسماعیلؑ کی نسل سے اس کے وعدے پورے ہونے شروع ہو جائیں تو عیسائیت اس طرح ختم ہو جائے گی جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے آنے پر حزقیلؑ، یرمیاہؑ، یسعیاہؑ، اور یحیٰؑ وغیرہ ختم ہو گئے ہیں اور اسلام کو وہ شوکت حاصل ہو جائے گی جو مسلمانوں کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہے۔

(از تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۳۲۔۵۳۵)

تعلیم القرآن اور عہدیداران جماعت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ہمارے عہدیداران ساری جماعت کو قرآن کریم پڑھانے کی طرف توجہ دیں اور وہ توجہ دے نہیں سکتے جب تک انہیں خود قرآن کریم باترجمہ نہ آتا ہو اور اس سے عاشقانہ محبت نہ ہو۔ قرآن کریم سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ دیکھ کر ہی دنیا ان کی طرف مائل ہو سکتی ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۲۲رنومبر بروز جمعرات قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم رحیم بخش صاحب آف گی آنا، ساؤتھ افریقہ کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم رحیم بخش صاحب نے ربوہ میں تعلیم پائی اور ۱۹۵۶ء میں لندن پہنچے اور سکونت اختیار کی۔ آپ ٹوٹنگ جماعت کے ممبر تھے۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

☆...... مکرم سید مصطفیٰ ھدرج صاحب، ۴رنومبر ۲۰۰۱ء کو لبنان میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ سیرالیون کے ابتدائی لبنانی احمدی تھے۔ ۱۹۵۴ء کے جلسہ سالانہ سیرالیون کے موقعہ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ان کا مبلغین سلسلہ سے تعاون اور خلافت احمدیہ سے عقیدت و محبت مثالی تھا۔ آپ ایک فدائی احمدی تھے اور مالی معاونت نمایاں تھی۔ اس کے بیٹے سعید ھدرج صاحب اب بھی سیرالیون جماعت کے نہایت مخلص اور فعال رکن ہیں اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتے ہیں۔

☆...... مکرمہ سلمہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اول ربوہ) بتاریخ ۱۴رجون وفات پاگئیں اور تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ حضرت سردار عبدالحمید صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور مکرم ظفر احمد صاحب سرور مبلغ سلسلہ امریکہ کی والدہ تھیں۔ آپ ایک مخلص نیک دل خاتون تھیں۔ آپ نے اپنے پیچھے ۶ بیٹے بیٹیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ ان کے ایک بیٹے مکرم فضل احمد صاحب جماعت انگلستان کے فعال رکن ہیں۔

☆...... مکرم میاں عبدالماجد صاحب ۱۶رنومبر کو سرگودھا میں بعمر ۸۴ سال وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نیک، دعاگو، مخلص احمدی تھے۔ آپ مکرم میاں عبدالسلام صاحب آف کنگسٹن کے بڑے بھائی تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب مرحومین اور اسی طرح جماعت کے دوسرے سب مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کو اپنی رضا کی جنتوں میں بلند مقامات عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

پہلا سالانہ اجتماع واقفین نو پاکستان

(منعقدہ ۱۳ر تا ۱۵ر جولائی ۲۰۰۱ء)

(سید قمر سلیمان احمد ۔ وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ)

۳ر اپریل ۱۹۸۷ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ ۱۵/۲۰ سالوں جماعت میں ہونے والی توسیع کے پیش نظر مسجد فضل لندن میں "تحریک وقف نو" کے آغاز کا اعلان فرمایا اور جماعت کے ہر طبقہ کو یہ تحریک کی کہ وہ آئندہ پیدا ہونے والے بچوں کو قبل از پیدائش وقف کریں تاکہ وہ بڑے ہو کر باقاعدہ واقف زندگی کے طور پر جماعت میں خدمات سرانجام دے سکیں۔

اس وقت اِس تحریک کو جاری ہوئے چودہ برس کا عرصہ گزر چکا ہے اور وہ بچے جنہیں اس تحریک میں پیش کیا گیا تھا ان کا پہلا گروپ سکول کی تعلیم کے آخری مرحلہ میں پہنچ چکا ہے۔

وکالت وقف نو نے مستقبل کی منصوبہ بندی میں ان بچوں کی شمولیت، ان سے رابطہ اور براہ راست رہنمائی کے لئے حضور انور کی اجازت سے پاکستان کے ان واقفین نو کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کا پروگرام بنایا جو جماعت نہم اور دہم میں زیر تعلیم ہیں تاکہ ان بچوں کی دینی، اخلاقی اور تعلیمی کیفیت کا اندازہ لگایا جائے اور مختلف شعبوں میں ان کی رہنمائی کی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان کا پہلا سالانہ اجتماع مورخہ ۱۳ر، ۱۴ر اور ۱۵ر جولائی ۲۰۰۱ء کو جامعہ احمدیہ کی زیر تعمیر عمارت کے ہوسٹل میں منعقد ہوا۔ اجتماع کے انعقاد سے کئی ماہ قبل تیاری شروع کردی گئی تھی۔ درج ذیل شعبہ جات قائم کئے گئے تھے۔

رجسٹریشن، سٹیج و پنڈال، مقابلہ جات و انعامات، طعام، رہائش۔ صفائی۔ آب رسانی، امتحان و کیریئر پلاننگ، رابطہ اور سٹال کتب۔

(۱) شعبہ رجسٹریشن:

شعبہ رجسٹریشن کے تحت درج ذیل کام کئے گئے:۔

۱...... اجتماع سے چند ماہ قبل سیکرٹریان اضلاع کو نویں اور دسویں میں زیر تعلیم واقفین نو کی فہرستیں تیار کر کے مرکز ارسال کرنے کے لئے لکھا گیا۔ ۲...... اجتماع میں شامل ہونے والے بچوں کے لئے رجسٹریشن کارڈ چھپوائے گئے جن پر ہر بچے کا نام اور حوالہ نمبر درج کیا گیا۔ ۳...... سادہ اور خوبصورت اسناد شرکت طبع کروائی گئیں۔ ۴...... اجتماع سے ایک روز قبل رجسٹریشن آفس قائم کیا گیا اور ہر شامل ہونے والے بچے کو رجسٹریشن کارڈ جاری کیا۔

(۲) شعبہ سٹیج و پنڈال:

جامعہ احمدیہ کی زیر تعمیر عمارت میں ایک خوبصورت پنڈال بنایا گیا۔ شامیانے لگا کر تمام بچوں کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں لگائی گئیں۔ پیڈسٹل فین رکھے گئے۔ پنڈال کو مختلف رنگوں کے خوبصورت بینرز سے سجایا گیا جن پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء احمدیت کے مختلف نصائح پر مشتمل جملے تحریر تھے۔ سٹیج کے عقب میں سفید رنگ کا دیدہ زیب بینر لگایا گیا اور مہمانوں کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں لگائی گئیں۔

(۳) شعبہ مقابلہ جات:

دوران اجتماع درج ذیل مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

مقابلہ تلاوت، نظم، تقریر۔ (مقرر نے تقریر فی البدیہہ کرنی تھی۔ اجتماع سے کچھ عرصہ قبل چند عناوین اضلاع میں بھجوادئے گئے اور بذریعہ قرعہ اندازی مقرر نے کسی ایک موضوع پر تقریر کرنی تھی۔ ہر مقابلہ میں ربوہ سے تین اور دیگر اضلاع سے دو دو بچوں نے حصہ لیا)۔

(۴) شعبہ رہائش، صفائی، آب رسانی:۔

رہائش کے لئے اسی عمارت میں طلباء کے رہائشی کمرے استعمال کئے گئے۔ کمروں کی صفائی کروا کر دریاں بچھائی گئیں اور سیلنگ فین لگائے گئے۔ نیز پہلی منزل پر ایک ہال بھی رہائش کے لئے استعمال کیا گیا۔ دوران اجتماع بھی وقتاً فوقتاً صفائی کروائی جاتی رہی۔ پینے کے پانی کے لئے ڈرم رکھ کر ان میں برف ڈلوائی گئی تاکہ تمام شرکاء کو ہر وقت ٹھنڈا پانی دستیاب رہے۔

(۵) شعبہ طعام:

مختلف اضلاع سے نویں اور دسویں میں زیر تعلیم بچوں کی فہرستیں موصول ہونے کے بعد تعداد کا اندازہ لگا کر کھانے کے انتظامات شروع کئے گئے۔ کھانا دارالضیافت سے پکوایا گیا اور کھانا کھلانے کے لئے ڈائننگ ہال استعمال کیا گیا۔ بچوں کے لئے دریاں بچھائی گئیں اور مہمانوں کے لئے کرسیوں اور میزوں کا انتظام کیا گیا۔ بچوں نے تینوں دن بہت ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ کھانا کھایا۔

(۶) شعبہ امتحان، جائزہ (کیریئر پلاننگ) اور استقبال:۔

اجتماع میں شامل تمام واقفین نو کے تحریری امتحان کے لئے نصاب اور معلومات عامہ پر مشتمل پرچہ تیار کیا گیا جو مکرم وکیل اعلیٰ صاحب سے منظوری کے بعد طبع کروایا گیا۔ بچوں کا جائزہ لینے کی غرض سے انٹرویوز کے لئے مکرم وکیل اعلیٰ صاحب کی منظوری سے چھ عدد کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ ہر کمیٹی دو ارکان پر مشتمل تھی۔ تحریری امتحان کی نگرانی و پرچہ کی چیکنگ کے لئے شعبہ تخصص سے دس متخصصین کا تعاون حاصل کیا گیا۔

اجتماع میں شامل ہونے والے معزز مہمانوں کے استقبال کے لئے متخصصین کرام کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ بعض دُور کے اضلاع سے تشریف لانے والے وفود کا ریلوے سٹیشن پر جاکر استقبال کیا گیا۔

(۷) شعبہ سٹال کتب:۔

نظارت اشاعت، مجلس خدام الاحمدیہ اور دیگر جماعتی تنظیموں کی طرف سے شائع شدہ کتب پر مشتمل ایک سٹال لگایا گیا۔ بچوں نے کافی تعداد میں کتابیں خریدیں۔ سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور سیرت حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ (شائع شدہ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان) کی خریداری میں زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا۔

اجتماع کے تینوں دن پنجوقتہ نمازوں، نماز تہجد اور فجر کے بعد درس حدیث کا انتظام کیا گیا۔

تمام شعبہ جات کی سکیمیں اجتماع سے قبل مکرم وکیل اعلیٰ صاحب سے منظور کروائی گئیں۔ مکرم وکیل وقف نو اور مکرم نائب وکیل وقف نو نے تمام امور کی انجام دہی کی نگرانی کی۔

آغاز کارروائی اجتماع

۱۳ر جولائی بروز جمعۃ المبارک صبح آٹھ بجے مقام اجتماع میں رجسٹریشن کا آغاز ہوا۔ پاکستان بھر کے اضلاع اور ربوہ سے واقفین نو گروہ در گروہ اپنا اپنا سامان اٹھائے مقام اجتماع میں پہنچنا شروع ہوگئے۔

پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ کا خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن سے براہ راست نشر ہوا۔ اجتماع کے پنڈال میں تمام واقفین نو نے خطبہ جمعہ سے استفادہ کیا۔ ساڑھے چھ بجے اجتماع کی افتتاحی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا کہ آپ وہ خوش قسمت بچے ہیں جن کو پیارے آقا ایدہ اللہ کی مقدس تحریک وقف نو کا حصہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ نے واقفین نو کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اخلاص اور جذبے کے ساتھ اپنی زندگیاں پیش کریں اور جماعت احمدیہ کے لئے تن من دھن قربان کردیں۔ حضور انور کی ہدایت کی روشنی میں مفید وجود بننے کی کوشش کریں اور وقف نو کے پروگراموں کے ساتھ ذیلی تنظیموں میں بھی شامل ہوں۔

افتتاحی خطاب کے بعد سات بجے تحریری امتحان کا آغاز ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں شامل ۳۱۹ بچوں نے اس امتحان میں حصہ لیا۔ آٹھ بجے رات کا کھانا پیش کیا گیا۔ مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ مہمان خصوصی تھے۔ آپ کے ساتھ بعض دیگر بزرگان بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ کھانے کے بعد مقابلہ تلاوت کا آغاز ہوا جو رات دس بجے تک جاری رہا۔ اس میں کل ۱۳۹ بچوں نے حصہ لیا

دوسرا دن

(۱۴ر جولائی بروز ہفتہ ۲۰۰۱ء)

نماز تہجد کے ساتھ دن کا آغاز ہوا۔ تمام بچے نماز تہجد میں شامل ہوئے۔ نماز فجر کے بعد درس حدیث کا انتظام تھا۔ درس حدیث کے بعد تمام بچوں کو جسمانی ورزش کروائی گئی۔ جس کے بعد مقام اجتماع میں مختصر وقار عمل کروایا گیا۔

ناشتہ و تیاری کے بعد ساڑھے سات بجے باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ مکرم سید طاہر احمد صاحب ناظر تعلیم پہلے اجلاس کے صدر تھے۔ تلاوت و نظم کے بعد فی البدیہہ مقابلہ تقریر منعقد ہوا جس میں ۹۳ بچوں نے حصہ لیا۔

مقابلہ تقریر کے بعد خاکسار سید قمر سلیمان (وکیل وقف نو) نے بچوں سے "تحریک وقف نو کا تعارف" کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرم وکیل الدیوان صاحب نے "جماعتی تنظیموں کا تعارف" کے موضوع پر خطاب کیا۔

اس کے بعد مقابلہ بیت بازی منعقد ہوا۔ ربوہ اور دیگر اضلاع پر مشتمل دو ٹیمیں تشکیل دی گئیں۔ یہ دلچسپ مقابلہ نصف گھنٹہ جاری رہا۔

ساڑھے گیارہ بجے مختلف علماء سلسلہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر بچوں سے خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے کی۔ خطابات کے عناوین حسب ذیل تھے۔

نظام جماعت کی اطاعت، سچائی سے محبت، امانت و دیانت، تکلیف اور آزمائش پر صبر، تقویٰ، غصہ کو ضبط کرنے کی عادت۔

ان خطابات کے دوران جائزہ کمیٹیوں نے بچوں کے انٹرویوز لینے شروع کئے۔ دسویں جماعت میں زیر تعلیم ۶۳ بچوں سے انٹرویوز لئے گئے۔ یہ انٹرویوز علیحدہ ہال میں لئے گئے۔

ساڑھے چار بجے مقابلہ نظم منعقد ہوا۔ جس کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور جماعت کے عقائد" کے موضوع پر خطاب کیا۔

رات نو بجے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی مساعی پر مشتمل سلائیڈز بچوں کو دکھائی گئیں۔ بچے بہت دلچسپی سے اس پروگرام میں شامل ہوئے۔

تیسرا دن

(۱۵ر جولائی بروز اتوار ۲۰۰۱ء)

دن کا آغاز حسب معمول نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس حدیث کے بعد ورزش اور وقار عمل کروایا گیا۔

ساڑھے سات بجے باقاعدہ اجلاس کا آغاز مکرم قریشی افتخار علی صاحب وکیل المال ثالث کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس اجلاس میں بھی بعض بزرگان سلسلہ نے مختلف تربیتی امور پر خطاب فرمایا۔ عنوانات حسب ذیل تھے:

مزاج میں شگفتگی اور ترش روئی سے پرہیز، غناء، محنت کی عادت، قناعت، جھوٹ سے نفرت۔

دس بجے اختتامی کاروائی کا آغاز مکرم چوہدری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید کی صدارت میں ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد مکرم چوہدری صاحب

باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی تحریر فرمائیں:

محترم سید عبداللہ شاہ صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰/نومبر ۲۰۰۰ء میں محترم سید عبداللہ شاہ صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے آپ کے فرزند مکرم سید حمید احمد صاحب لکھتے ہیں کہ آپ محترم سید شیر شاہ صاحب آف کلر سیداں (کہوٹہ) کے ہاں ۱۵/اگست ۱۹۰۹ء کو پیدا ہوئے اور حضرت خلیفۃالمسیح الاوّلؓ نے آپ کا نام رکھا۔ آپ حضرت ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحبؓ کے نواسے تھے اور حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ددھیال میں سے کسی نے احمدیت قبول نہیں کی۔ آپ کی والدہ حضرت سیدہ زیب النساء صاحبہؓ کے ہاں اولاد پیدائش کے بعد فوت ہو جاتی تھی۔ ایک بار وہ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دعا کی درخواست کی۔ حضورؑ نے دعا کی اور فرمایا کہ خدا زندگی والی اولاد عطا کرے گا جو پھلے گی اور پھولے گی۔

آپ کے بچپن کا ابتدائی حصہ کلر سیداں میں گزرا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد قادیان چلے آئے اور یہیں تعلیم مکمل کی۔ چھٹی جماعت میں تھے جب آپ نے خواب میں خود کو مسجد نبوی میں دیکھا۔ بعد میں خدا تعالیٰ نے آپ کو حج کرنے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ نویں جماعت میں تھے جب گھوڑے سے گر گئے اور کولہے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس حادثے کے بعد تین سال تک بستر پر پڑے رہے۔ جب ٹھیک ہوئے تو حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ نے نرسنگ کی تربیت کے لئے نور ہسپتال قادیان میں حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحبؓ کے سپرد کر دیا۔

۳۸-۱۹۳۷ء میں آپ ایک شپنگ کمپنی میں ملازم تھے جن کا جہاز مختلف ممالک کے مسافروں کو حج کیلئے لے جایا کرتا تھا۔ اس ملازمت کے دوران آپ کو حج کرنے کی توفیق ملی۔ اس سفر میں اگرچہ تنخواہ اور دوسری سہولتیں بہت تھیں لیکن لمبے عرصہ کے لئے گھر سے باہر رہنا پڑتا تھا۔ ایک بار جب آپ چھٹی پر گھر آئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو واپس بھیجنے سے انکار کر دیا۔ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ بھی والدہ کی پریشانی سمجھتے تھے چنانچہ حکم دیا کہ اب کہیں نہیں جاؤ گے اور والدہ کا خیال رکھو گے۔ اس طرح حضورؓ کے حکم پر آپ دواخانہ خدمت خلق میں ملازم ہو گئے۔ بعد ازاں وہ جہاز جس پر آپ کام کرتے تھے، جاپانیوں کی بمباری کی وجہ سے سمندر میں غرق ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ وقت کے ارشاد کی تعمیل کی برکت سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اس واقعہ کا آپ کی زندگی پر گہرا اثر ہوا۔ قیام پاکستان کے بعد آپ کلر سیداں چلے گئے اور وہاں کلینک چلاتے رہے۔ ۵۴ء کے بعد کچھ عرصہ تحریک جدید کے تحت بشیر آباد اسٹیٹ سندھ میں نیز تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی ڈسپنسری اور فضل عمر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں کام کرتے رہے لیکن زندگی کا بیشتر حصہ بیکاری میں گزرا۔

آپ دینی احکام کی پیروی میں بڑے سخت تھے، جوانی سے ہی تہجد گزار تھے۔ اپنے بچوں میں نماز کی باقاعدہ ادائیگی کا بہت خیال رکھتے تھے۔ بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت آپ کا شغل تھا۔ بہت دعاگو اور صاحب رؤیا و کشوف تھے۔ ۲۹/اگست ۱۹۹۸ء کو شیخوپورہ میں وفات پائی جہاں میرے پاس آپ پندرہ سال سے مقیم تھے۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ثمر تھے اور آپ کے آٹھ بیٹے بیٹیاں اور اُن کی اولادیں خدا کے فضل سے بہت پھلیں پھولیں اور دنیا کے مختلف علاقوں میں خوش و خرم آباد ہیں۔

شیر سنگھ سے واحد حسین تک

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/اکتوبر ۲۰۰۰ء میں مکرم محمد سعید احمد صاحب کے قلم سے ایک مضمون مکرم واحد حسین گیانی صاحب کے بارہ میں شامل اشاعت ہے۔

محترم واحد حسین صاحب گوجرانوالہ کے رہنے والے تھے اور پیدائشی طور پر مسلمان تھے۔ آپ کی والدہ کی وفات ہو چکی تھی اور والد دیگر رؤسا کی طرح تمام بری عادات میں مبتلا تھے جس کی وجہ سے آپ اپنے گھر کے ماحول سے دلبرداشتہ تھے۔ ایک سکھ لڑکا آپ کا کلاس فیلو تھا اور آپ کا اُس کے گھر آنا جانا بھی تھا۔ جب آپ نے اُس کے گھر کا ماحول اپنے گھر سے بہتر دیکھا تو آپ نے سکھ مذہب قبول کر لیا اور اپنی ذہانت اور محنت سے جلد ہی سکھ مذہب کی تعلیمات پر عبور حاصل کر کے گیانی بن گئے اور ایک مشہور گوردوارے اور سکھوں کی ایسی گدی سے منسلک ہو گئے جس کے سنّت ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اور چونکہ وہ غیر شادی شدہ تھے اس لئے اُن کی جانشینی کا مسئلہ گیانی صاحب کی آمد نے حل کر دیا اور سرکاری کاغذات میں آپ کو باقاعدہ اُس گوردوارے اور سنّت کا جانشین قرار دیا گیا۔

محترم گیانی واحد حسین صاحب کے سکھوں میں مقام کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ آج تک بے شمار سکھوں نے گرنتھ حفظ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی کامیاب نہیں ہو سکا۔ چند ایک سکھ نصف کے قریب گرنتھ حفظ کر سکے اور آپ اُن میں سے ایک تھے۔

حضرت ماسٹر عبدالرحمان صاحبؓ سابق مہر سنگھ، مختلف گوردواروں میں تبلیغ کی خاطر جایا کرتے تھے اور مکرم گیانی صاحب کے گوردوارہ میں بھی اُن کی آمد و رفت تھی۔ ایک رات جب سارا ماحول محو خواب تھا تو گیانی صاحب کو کسی نے آہستہ سے بیدار کر کے کہا کہ "اُٹھ شیر سنگھا! تیرے جان دا وقت آ گیا ہے"۔ گیانی صاحب نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور حضرت ماسٹر صاحبؓ کو پہچان لیا۔ اُن کے حکم میں اس قدر جذب تھا کہ گیانی صاحب بالکل بے بس ہو کر اُن کے پیچھے چل پڑے اور اسی کیفیت میں قادیان پہنچ گئے۔ حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کی، بال کٹوائے اور اس طرح گیانی شیر سنگھ اب مولوی واحد حسین بن گئے۔ اس واقعہ نے سکھ حلقوں میں آگ لگا دی، احمدیوں کو دھمکیاں دی گئیں اور گیانی صاحب کو واپس لانے کے لئے کئی سکھ وفود قادیان آئے، سکھ اخبارات میں بہت شور مچایا گیا۔

آخر سکھوں کو خیال آیا کہ گیانی صاحب اپنے سنّت کی شخصیت کے سحر میں گرفتار تھے۔ چنانچہ اب سنّت کو قادیان بھیجا گیا۔ انہوں نے علیحدہ لے جا کر آپ سے پوچھا پوچھا: شیر سنگھ! کیا تم احمدی ہو گئے ہو؟۔ آپ نے آنکھیں نیچی کئے جواب دیا: جی۔ سنّت نے پوچھا: کیا احمدی ہو کر تمہارے دل کو چین ملتا ہے؟۔ آپ نے جواب دیا: جی۔ سنّت نے کہا: اچھا ربّ راکھا۔ پھر سنّت نے سکھوں میں واپس جا کر انہیں تلقین کی کہ سب شورش بند کر دو کیونکہ شیر سنگھ اب ہمارا نہیں رہا۔

تقسیم ہند سے قبل ضلع لاہور کے ایک گاؤں میں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان تنازعہ نے مذہبی رنگ اختیار کر لیا چنانچہ حکومت نے امن عامہ کی خاطر اذان پر پابندی لگا دی۔ حضرت مصلح موعودؓ کو جب اس کی خبر ملی تو حضورؓ نے گیانی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ آپ وہاں جائیں اور کسی طرح اذان جاری کروا کر آئیں۔ آپ دعائیں کرتے ہوئے روانہ ہوئے اور گرمیوں کی تپتی دوپہر کے وقت اُس گاؤں میں جا پہنچے۔ اُسی وقت مسجد کی چھت پر چڑھ کر آپ نے گورمکھی زبان میں بلند آواز سے خوش الحانی سے اذان دیدی۔ جب آپ اذان دے کر چھت سے نیچے اُترے تو سارا گاؤں اور پولیس والے مسجد کے سامنے اکٹھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ تو ایک اجنبی ہے۔ آپ نے سکھوں سے پوچھا کہ ابھی جو کچھ مَیں نے پڑھا تھا اُس سے کسی کو تکلیف ہوئی ہے۔ جواب ملا: نہیں۔ پھر آپ نے مسلمانوں سے یہی پوچھا: انہوں نے کہا کہ ہمیں تو خاص سمجھ نہیں آئی مگر یہ طریقہ اذان دینے کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں نے اذان ہی دی ہے مگر گورمکھی زبان میں۔ اس پر سکھوں نے کہا کہ اگر یہی اذان ہے تو ہمیں اس سے کوئی تکلیف نہیں۔ چنانچہ فریقین میں صلح ہو گئی اور اذان دوبارہ جاری ہو گئی۔

"احمدیہ گزٹ" کینیڈا کی خصوصی اشاعت

اس وقت ماہنامہ "احمدیہ گزٹ" کینیڈا کی خصوصی اشاعت (از اگست تا نومبر ۲۰۰۰ء) ہمارے پیش نظر ہے۔ قریباً دو سو صفحات پر مشتمل اس اشاعت میں کینیڈا کے ۲۴ویں جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کے حوالہ سے اہم رپورٹس، یادگار تصاویر، جلسہ کے موقع پر کی جانے والی عالمانہ تقاریر اور مہمانانِ کرام کے خطابات یکجا صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔ عمدہ سفید کاغذ پر طبع کیا جانے والا یہ شمارہ اپنے نہایت شاندار مضامین اور رپورٹس کے حوالہ سے اس قابل ہے کہ ریفرنس لائبریریوں کی زینت بنایا جائے۔ محترم حسن محمد خان عارف صاحب (مدیر اعلیٰ) اور محترم ہدایت اللہ ہادی صاحب (مدیر) اس پیشکش پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔

اس جلسہ میں سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے نمائندہ کے طور پر محترم چودھری حمیداللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے شمولیت فرمائی۔ محترم چودھری صاحب نے اس موقع پر تین خطابات فرمائے جو اس خصوصی اشاعت کی زینت ہیں۔ افتتاحی خطاب میں جلسہ سالانہ کے نظام کا تفصیلی تعارف کرواتے ہوئے آپ نے جلسہ کے مقاصد، تاریخ اور اس کی اہمیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور مہمان نوازی کے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے جلسہ سالانہ کو امّت واحدہ کے قیام کا ایک اہم ذریعہ قرار دیا۔

حضرت مسیح موعودؑ نے ایک بار نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ "انسان کی عمر ناپائیدار ہے، اس کا کچھ بھی بھروسہ نہیں اور عظیم الشان کام در پیش ہے اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ خاتمہ بالخیر ہو"۔ خاتمہ بالخیر کے لئے جو تین ذرائع حضرت اقدسؑ نے بیان فرمائے، اُن میں پہلا تدبیر ہے کہ انسان دیدہ و دانستہ اپنے آپ کو گناہ کے گڑھے میں نہ ڈالے ورنہ ضرور ہلاک ہوگا۔ دوسرا ذریعہ دعا ہے اور تیسرا صحبت صادقین۔ محترم چودھری صاحب نے اپنی دوسری تقریر میں "صحبت صادقین" کے موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات نیز متعدد واقعات سے اپنی تقریر کو مزین کیا۔ مثلاً آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا (دینی لحاظ سے) بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے سے تمہیں خدا یاد آوے، جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے: "خدا کے فضل کے سوا تبدیلی نہیں ہوتی۔ اعمال نیک کے واسطے صحبت صادقین کا نصیب ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ خدا کی سنّت ہے ورنہ اگر چاہتا تو آسمان سے قرآن مجید یونہی بھیج دیتا اور کوئی رسول نہ آتا"۔

محترم چودھری صاحب کا جلسہ سالانہ سے اختتامی خطاب انگریزی زبان میں تھا جس میں آپ نے انسانی حقوق کے حوالہ سے مختلف اقسام کے حقوق کی قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں تفصیلی وضاحت فرمائی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
17/12/2001 – 23/12/2001

MTV Muslim TV AHMADIYYA

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in Greenwich Mean Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 17th December 2001

00.05	Tilawat, News,
00.35	Eid & its Issues: MTA Pakistan Hosted by Zaheer Ahmad Khan Sahib
01.05	Eid Special: Children's Class from Canada Hosted by Naseem Mehdi Sahib
02.00	Moshaira: An Evening with Obaidullah Aleem Sb.
03.00	Eid Milan 2000: Children's Class from Mauritius
03.45	MTA Travel: A visit to Mount Vesuvius
04.10	Rencontre Avec Les Francophones With Huzoor and French Speaking friends Rec.31.01.01
05.10	Eid Milan Show 2000: MTA Pakistan
06.05	Tilawat, News
06.35	Eid & its Issues ®
07.05	Children's Corner: Guldasta
07,35	Indonesian Service: Eid Special 2000
08.35	Al Maidah: How to make 'Turkish Kebabs' Presented by Lajna Imaillah Pakistan
09.05	Al Maidah: How to Prepare 'Ras Malai'
09.20	Eid Programme: Eid Milan 2001 Pakistan
10.15	Safar Hum Nay Kiya: Visit to 'Donga Gali'
11.00	*Eid Sermon: LIVE* *By Hadhrat Khalifatul Masih IV* *From Fazl Mosque London*
12.00	MTA News International
12.20	Eid Special: Eid in Different Cultures Organised by MTA International
15.50	Children's Corner: Various Items Organised by MTA International
16.50	German Service: MTA Special
18.05	Tilawat
18.15	Eid Sermon: Rec.17.12.01 ® Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
19.20	Children's Eid Program:MTA International ®
20.15	Eid Special:Eid in Various Cultures ®

Tuesday 18th December 2001

00.05	Tilawat,
00.15	Children's Corner: Eid Special ® Organised by MTA International
01.15	Eid Sermon: Delivered by Hazoor ®
02.15	Eid Special: Eid in different cultures ®
06.05	Tilawat, News, Dars ul Hadith
07.00	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 30.01.98 (Eid 1998)
08.00	Medical Matters: How to care for the body Hosted by Dr Sultan Mubasher Sahib
08.35	MTA Travel: A Visit to Piza & Venice Produced by MTA International
09.00	Urdu Class: By Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No.315
10.05	Indonesian Service: Various Items
11.00	Eid Show: Children's Programme in English
12.05	Tilawat, News
12.35	Bengali Shomprochar: Various Items
13.40	Bengali Mulaqat: Rec.25.01.00 ® By Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.35	MTA Travel: A visit to Piza and Venice ®
15.00	Tarjumatul Quran Class: With Hazoor Class No.223 / Rec.23.12.1998
16.00	Children's Corner: Eid Prog. From Pakistan
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Service: Various Items
19.15	Urdu Class: Lesson No.315 ®
20.20	Moshaira: With Obaidullah Aleem Sb ®
21.30	Eid Show: MTA Pakistan ®
22.30	Bengali Mulaqat: Rec.25.01.00 ®
23.30	MTA Travel: A visit to Piza and Venice ®

Wednesday 19th December 2001

00.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
01.00	Children's Corner: Hikayaate Shereen
01.15	Children's Corner: Waqfee-ne-nau Program
01.35	Tarjumatul Qur'an: Lesson No.224
02.35	Hunar: Flower Arranging Organised by Lajna Imaillah Pakistan
03.00	Atfal Mulaqat: Rec: 17.11.99 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
04.25	Urdu Asbaaq: Lesson No.64
04.55	Liqaa Ma'al Arab:Session No.434
06.05	Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
07.00	Swahili Muzakhra: Part 3 Topic: The life of the Holy Prophet (saw) Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
07.50	Swahili Programme: Darse Hadith
08.15	Hunar Flower Arranging: Presented by Lajna Imaillah Pakistan
08.50	Al – Maidah: Cookery Programme
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.434 ®
10.05	Indonesian Service: Various Items
11.05	Children's Corner: Waqfeene Nau ®
11.25	Urdu Asbaq: Lesson No.64 ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Shomprachar: Various Items
13.30	Atfal Mulaqat: Rec.17.11.99
14.25	A Page from the History of Ahmadiyyat
14.40	MTA Spotlight: Speech by Abdus S.Tahir Sb. 'The Holy Prophet (saw) and his companions'
15.05	Tarjumatul Quran: Class No.224
16.05	Children's Corner: Waqfeene Nau Items
16.25	Urdu Asbaaq: Lesson No.64 ®
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	Rencontre Avec Les Francophones Q/A with Huzoor. Rec:17.01.00
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.434 ®
20.25	Atfal Mulaqat: Rec.17.11.99
21.25	MTA Spotlight: Speech ®
21.55	Tarjumatul Quran: Lesson No.224 ®
22.55	Perahan: Sewing and handicrafts ®

Thursday 20th December

00.05	Tilawat, News, Darse Malfoozat
00.50	Children's Corner: Guldasta No.5 Produced by MTA Pakistan
01.25	Children's Corner: Tarbiyyati Programme
01.50	Homeopathy Class: Lesson No.53 Rec.19.12.94
02.55	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra) Hosted by Fuzail Ahmad Ayaz Sahib
03.30	Q/A Session: With Huzoor & Urdu Speakers Rec: 21.10.95
04.30	Learning Chinese: Lesson No.22 Presented by Osman Chou Sb.
05.00	Urdu Class: Lesson No.316 Rec.31.10.97
06.05	Tilawat, News, Darse Malfoozat
06.55	Sindhi Muzakhra: The love of the Promised Messiah (as) for the Holy Prophet (saw)
07.40	Sindhi Programme: A reading from '40 Gems'
07.50	The books of Hadhrat Khalifatul Masih I (ra)
08.30	Safar Ham Nay Kiya: 'A Visit to Faisalabad' Commentator Saleem-ud-Din Sahib
08.55	Urdu Class: Lesson No.316 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
10.55	Children's Corner: Guldasta No.5 ®
11.30	Learning Chinese: Lesson No.22 ®
12.05	Tilawat, News
12.30	Bengali Shomprochar: F/S by Huzoor
13.35	Q/A Session: Rec.21.10.95 ®
14.50	Homeopathy Class: Class No.53 ®
15.55	Children's Corner: Guldasta No.5 ®
16.30	Learning Chinese: Lesson No.22 ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.10	French Service: MTA Mauritius
19.10	Urdu Class: Lesson No.316 ®
20.10	Safar Hum Nay Kiya: A visit to Faislabad ®
20.35	Q/A Session: Rec.21.10.95 ®
21.35	Sang-e-Meel: By Fareed Ahmad Naveed Sahib Topic: The Invention of the Sewing Machine
21.50	Homeopathy Class: Lesson No.53 ®
22.55	The Books of Hadhrat Khalifatul Masih I ®
22.30	Learning Chinese: Lesson No.22 ®

Friday 21st December 2001

00.05	Tilawat, News
00.45	Children's Corner: Class No.75 Produced by MTA Canada
01.45	Majlis Irfan: Rec.18.02.00 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.40	MTA Sports: Badminton Tournament Majlis Ansarullah – Pakistan
03.05	Documentary: Industrial Exhibition 2000
03.40	MTA Spotlight: 'Assera nay rahey maula' Host: Jamal-ud-din Shams Sahib
04.00	Lajna Magazine: Programme No.25
04.50	Urdu Class: Lesson No.317 Rec.01.11.97
06.05	Tilawat, News
06.45	Siraiky Muzaakra: Programme No.2 Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
07.30	Siraiky Dars Hadith: 'Neighbours'
07.50	MTA Sports: Badminton Tournament ®
08.15	MTA Spotlight: Speech by Syed. H. Ahmad Sb
08.50	Urdu Class: Lesson No.317 ®
09.55	Indonesian Service: Various Items
10:25	Bangla Shomprochar:Various items in Bengali
10.55	Lajna Magazine: Programme No.25 ®
12.05	Tilawat, News, Dars Malfoozat
13.00	Friday Sermon: LIVE FROM LONDON Delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.00	Documentary: 'Industrial Exhibition 2000' ® Produced by MTA Pakistan
14.35	Majlis e Irfan: Rec.18.02.00 ®
15.30	MTA Spotlight: Memories of J/S Rabwah Organised by Lajna Imaillah Pakistan
16.00	Friday Sermon: Rec.21.12.01 ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Aurore La Verite – Pt 2
19.05	Urdu Class: Lesson No.317 ®
20.05	Friday Sermon: Rec.12.12.01®
21.05	Documentary: Industrial Exhibition 2000 ®
21.40	Majlis e Irfan: Rec:18.02.00®
22.35	Lajna Magazine: Various Items Prog.No.25 ®
23.30	MTA Sports: Badminton Tournament ®

Saturday 22nd December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Darse Hadith
01.00	Children's Corner: Waqfeene Nau Items
01.30	Kehkashaan: On the topic of truth Hosted by Nafees Ahmad Ateeq Sahib
01.55	Friday Sermon: Rec.21.12.01 ®
02.55	Computers For Everyone: Part No.133 Hosted by Mansoor Ahmad Nasir Sahib
03.30	German Mulaqat: With Hadhrat Khalifatul Masih IV and German speaking friends
04.30	Safar Hum Nay Kiya: Visit to Bahreen
04.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.435 Rec.21.10.99
06.05	Tilawat, News, Darse Hadith
07.00	MTA Mauritus: Class des Enfants
08.00	Tabarukaat: From Jalsa Salana Rabwah By Maulana Abul Malik Khan Sahib
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.435 ®
10.00	Indonesian Service: Various Items
11.05	Q/A Session: Rec.22.12.96 With Hadhrat Khalifatul Masih IV
12.05	Tilawat, News
12.35	Bangla Shomprochar: Various Items
13.35	German Mulaqat: With Hazoor
14.45	Computers for Everyone: Part No.133 ®
15.20	Quiz Khutbat-e-Imam: 03.03.00 Hosted by Fareed Ahmad Naveed Sahib
15:55	Children's Class: by Hazoor Rec.22.12.01
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.15	French Programme: Classe des Enfants ®
19.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.435 ® Rec: 21.10.99
20.15	Arabic Programe: Tafseer ul Kabir, Pt 45 Read by Munir Adilbi Sahib
20.45	German Mulaqat: With Huzoor ®
21.45	Tabbarukat: By Mau. Abdul Malik Khan Sb ®
22.35	Children's Class: Rec.22.12.01 ®
23.35	Waqfeene Nau Programme: ®

Sunday 23rd December 2001

00.05	Tilawat, MTA News, Seerat-un-Nab' (saw)
01.10	Children's Corner: Kudak No.31
01.30	Darul Quran: Session No.17 Rec.21.02.95
03.15	Hamari Kaa'enaat: No.121 Topic: Importance of Plants
03.35	Lajna Mulaqat: Rec:30.01.01
04.45	Q/A Session: With Hazoor Rec.02.05.97 in Holland
06.05	Tilawat, MTA News, Seerat-un-Nabi (saw)
07.0	Darsul Quran: Lesson No.17 ® Rec.21.02.95
08.40	Chinese Programme: Part 21 Book reading 'Islam among Religions'
09.05	Urdu Class: Lesson No.319 Rec.07.10.97
10.10	Indonesian Service:
11.05	Children's Class: By Hazoor Rec.22.12.01 ®
12.05	Tilawat, MTA News
12.40	Bangla Shomprochar: Various Programmes
13.40	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
14.40	Hamari Kaa'enaat: No.121®
15.05	Friday Sermon: Rec.21.12.01 ®
16.05	Children's Corner: Kudak No.31 ®
16.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.20
16.55	German Service: Various Items.
18.05	Tilawat
18.15	English Programme: Various Items
19.00	Urdu Class: Class No.319 ®
20.05	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
21.05	Hamari Kaa'enaat: No.121 ®
21.30	Darsul Quran: Lesson No.17 ®
23.10	MTA Travel: The Island of Capri
23.30	Le Francais C'est Facile: Lesson No.20 ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian / Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8870 8517

Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, December 14, 2001 | Issue No. 50

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

”دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں“

ماہنامہ ”تحریک. اصلاح معاشرہ پاکستان“ (جنوری ۲۰۰۱ء) نے مندرجہ بالا عنوان سے حسب ذیل اداریہ سپرد اشاعت کیا ہے۔

”ماہ رمضان کے دوران میں ایک دن تحریک اصلاح معاشرہ پاکستان کے بزرگ ساتھی جناب محمد سلیم ہاشمی صاحب ملاقات کے لئے آئے۔ دوران گفتگو پوچھنے لگے کہ کیا کبھی آپ نے غور کیا کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں؟ ہر سال بیس پچیس لاکھ مسلمان حج کے موقع پر جمع ہوتے ہیں، طویل سفر کر کے آتے ہیں، رو رو کر امت مسلمہ کے اتحاد، ملت اسلامیہ کی ترقی وخوشحالی، کشمیر، فلسطین، چیچنیا اور دیگر خطوں کے مسلمانوں کی مشکلات کے خاتمے اور ان کی آزادی کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اور کافروں کی تباہی وبربادی کی بددعائیں مانگتے ہیں مگر کوئی دعا قبول نہیں ہوتی۔ رائے ونڈ میں تبلیغی جماعت کا ہر سال نو دس لاکھ کا اجتماع ہوتا ہے جس میں بڑی تعداد میں لوگ خصوصی طور پر محض دعا کے لئے شریک ہوتے ہیں۔ ہر سال دینی جماعتوں کے بڑے بڑے اجتماعات ہوتے ہیں، نماز جمعہ کے اجتماعات ہوتے ہیں، ماہ رمضان میں تو بڑی سے بڑی مسجد بھی کم پڑ جاتی ہے۔ عیدین پر ایک ارب کے قریب مسلمان نماز عید کے اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں۔ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں اعتکاف میں شہر بستے ہیں۔ ان اجتماعات میں مسلمان کتنی دعائیں مانگتے ہیں۔ مسلمانوں کی ترقی وخوشحالی اور کافروں کی ہلاکت وبربادی کی، کشمیر، فلسطین، چیچنیا کی آزادی کی، شریعت اسلامی کے نفاذ کی۔ ان دعاؤں کے دوران میں کروڑوں آنکھیں آنسو بہاتی ہیں مگر پھر بھی ان کی دعائیں نہیں سنی جاتیں۔ کیا اللہ بہرہ ہے، اندھا اور بے بس ہے؟ نہیں، ایسا نہیں ہے۔ وہ دل میں پیدا ہونے والے خیالات تک کو جانتا ہے۔ وہ تو علیم وخبیر اور قادر مطلق ہے۔ اس نے تو ان لوگوں کی بھی سنی جنہوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بُت رکھے ہوئے تھے۔ کیا اس نے عبدالمطلب اور اس کے ساتھیوں کی دعا پر ابرہہ کے لشکر کو ابابیلوں سے تباہ نہیں کرایا تھا؟ پھر ہم مسلمانوں کی دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ کیوں ہر جگہ وہی ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں اور ذلیل وخوار ہو رہے ہیں؟

پھر خود ہی فرمانے لگے کہ ہماری دعاؤں کا قبول نہ ہونا ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ ہے۔ عمرہ اور حج پر جانے والوں نے کبھی نہیں سوچا کہ سفر حج پر روانہ ہونے سے پہلے یہ تو دیکھ لیں کہ ان کے عزیز واقارب اور ہمسایوں میں کتنے فاقوں کا شکار ہیں، کتنے مریض ہیں جو رقم نہ ہونے کے باعث اپنا علاج نہیں کرا پا رہے، کتنے ملازم ہیں جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نہیں مل رہا۔ ان لوگوں کا حق مار کر رقم بچانا اور سفر حج پر خرچ کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ یہ لوگ تو اپنے گھر پر بھی نظر نہیں ڈالتے کہ گھر میں شیطان نے ڈیرہ جمایا ہوا ہے اور بے حیائی و منکرات کا ہر سامان وافر موجود ہے۔ شادی بیاہ اور رسم مہندی پر حیا سوزی کی کیا کوئی کسر چھوڑی جاتی ہے۔ کم تولنے والے، نمبر دو مال بیچنے والے، ذخیرہ اندوزی کرنے والے، رشوت کا مال کھانے والے، دوسروں کے مال پر ناجائز قبضہ جمانے والے نہیں سوچتے کہ وہ حج کرنے نہیں بلکہ اللہ سے مذاق کرنے جا رہے ہیں۔ وہ ایک ایسے جسم کو اللہ کے پاک گھر میں لے جا رہے ہیں جو رزق حرام سے پلا ہوا ہے۔ نہ کوئی خود اس پر غور کرتا ہے نہ کوئی دوسرا اسے سمجھاتا ہے۔ سمجھانے والے بھی آنکھیں بند کر کے حرام کھائے جا رہے ہیں اور مسجدوں کی تعمیر پر بھی حرام کی کمائی سے ملنے والے عطیات ہی لگائے جا رہے ہیں۔ کسی کے اندر اپنی ذات سے بھی ہمدردی نہیں کہ رزق حرام سے پلا ہوا جسم اسے دوزخ میں لے جائے گا۔ رزق حرام رشوت کے ذریعہ آئے، کم تول کر آئے، ملاوٹ کر کے آئے، دھوکہ بازی سے آئے، ملازمین کا حق مار کر آئے، قومی خزانے میں کرپشن سے آئے، فرقہ وارانہ تقریروں یا تحریروں سے آئے، اس سے پرورش پانے والا جسم ناپاک ہوتا ہے اور اللہ کے گھر کو ناپاک کرتا ہے۔ کیا کوئی فرد اپنے گھر کو ناپاک کرنے والے کی فریاد سنے گا؟ ہرگز نہیں۔ تو پھر اللہ کیوں سنے؟ اگر کوئی فرد کم نہیں تولتا، ملاوٹ نہیں کرتا، نمبر دو مال نہیں بیچتا بلکہ دیانت داری سے کاروبار کر کے دولت کماتا ہے مگر اپنے غریب و مستحق رشتے داروں، دوستوں، ہمسایوں اور ملازموں کو ان کا وہ حق نہیں دیتا جو اللہ نے اس کی کمائی میں رکھا ہے تو پھر بھی اس کی جمع کی ہوئی دولت صحیح نہیں ہے۔ سب کے حقوق ادا کر کے دولت جمع ہو تو پھر حج کرنے جائیں تو گناہ بھی معاف ہوں گے اور دعائیں بھی قبول ہوں گی۔

لیکن ہمارے ہاں تو صورت حال ہی مختلف ہے، آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ نہ والدین اولاد کی تعلیم وتربیت اور رزق حلال سے پرورش کے سلسلہ میں اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اور نہ اولاد کو اپنے فرائض کا علم ہے۔ نہ مالک اپنے فرائض سے آگاہ ہے اور نہ ملازم۔ ہر فرد دوسرے کو دھوکہ دے کر اس سے چھیننے کی کوشش کر رہا ہے۔ حلال و حرام اور جائز وناجائز کی کسی کو تمیز ہی نہیں رہی۔ علماء اب علماء نہیں رہے بلکہ پیشہ ور مقرر اور خطیب بن گئے ہیں“۔

☆......☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک صدی پیشتر ہی مسلمانان عالم کو خطاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں یہ انتباہ فرمادیا تھا ؎

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے
اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں
کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں، خدا کے پیارے وہ دل نہیں

سیرالیون میں خانہ جنگی کے بعد

احمدیہ مسلم جماعت نے دوبارہ میڈیکل کلینک کا آغاز کر دیا

رپورٹ: طارق محمود جاوید۔ امیر ومشنری انچارج سیرالیون

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ملک میں خانہ جنگی کی صورت حال بہتر ہونے کے بعد احمدیہ کلینک کے دوبارہ شروع کئے جانے کی تقریب عمل میں آئی ہے۔

افتتاحی تقریب میں مکرم صدیقی ابراہیم صاحب نائب وزیر صحت سیرالیون تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم الحاجی علی ایس دین صاحب چیئرمین احمدیہ ایجوکیشن و میڈیکل بورڈ نے مہمان خصوصی کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا اور کہا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے انسانیت کی خدمت کے لئے مختلف جگہوں پر ہسپتال کام کر رہے تھے جو خانہ جنگی کی نذر ہو گئے۔ اب ملک کے حالات بہتر ہوئے ہیں تو جماعت احمدیہ دوبارہ اس خدمت کو جاری رکھنے کی خاطر کرایہ کی بلڈنگ لے کر ہسپتال کھول رہی ہے۔ اور آئندہ باقی جگہوں پر بھی ہسپتال کھولنے کی کوشش کرے گی۔ انشاء اللہ۔ جماعت احمدیہ روحانی، تعلیمی اور طبی تینوں میدانوں میں سیرالیون کی خدمت کر رہی ہے۔

اس کے بعد محترم نائب وزیر صحت سیرالیون نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ خانہ جنگی اور باغیوں نے سیرالیون کو ہر لحاظ سے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ ہر قسم کا کام بند ہو کر رہ گیا تھا۔ ان میں ہسپتال بھی شامل ہیں۔ اب حالات بہتر ہوئے ہیں تو ملک میں دوبارہ تعمیر وترقی کا کام شروع ہوا ہے۔

جماعت احمدیہ اپنی سابقہ روایات کے مطابق عوام کی خدمت کے لئے دوبارہ ہسپتال کا اجرا کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کے ساتھ گورنمنٹ ہر طرح کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ مَیں احمدیت کا مداح ہوں اور قریبی دوستوں میں سے ایک ہوں۔ احمدیت جو اسلام پیش کرتی ہے وہ بہت خوبصورت اور حسین ہے اس میں کسی قسم کی بناوٹ نہیں ہے۔ احمدیہ جماعت ۱۹۳۸ء سے سیرالیون میں تعلیمی میدان میں خدمت کر رہی ہے۔ ۱۹۶۰ء میں BO کے مقام پر جماعت احمدیہ نے پہلا سیکنڈری سکول کھولا جس میں میرا بھائی بھی پڑھا ہے۔ مَیں احمدیہ جماعت کا شکر گزار ہوں۔ آج بڑے بڑے آفیسر احمدیہ اسکول کے تعلیم یافتہ ہیں اور پورے ملک میں کام کر رہے ہیں۔

مَیں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس بابرکت تقریب میں شمولیت کی دعوت دی اور مَیں اس کو باعث عزت سمجھتا ہوں اور ان چند الفاظ کے ساتھ مَیں احمدیہ مسلم کلینک کا افتتاح کرتا ہوں۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر محمد اشرف صاحب جو دو ماہ قبل پاکستان سے تشریف لائے ہیں اور اس کلینک کے انچارج ہیں نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا مقصد لوگوں کی خدمت کرنا ہے، پیسے کمانا ہرگز نہیں۔ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہر ممکن خدمت کریں اور مفت میڈیکل کیمپ لگائیں۔ گزشتہ ماہ مشاکا میں تین بار کیمپ لگائے گئے جن سے ۲۱۶ مریضوں کا معائنہ کیا گیا۔ امید ہے آپ دعاؤں سے اور اپنے تعاون سے ہماری مدد کریں گے۔

پروگرام کے آخر پر خاکسار نے دعا کروائی اور دعا کے بعد مہمانوں کی خدمت میں چائے وغیرہ پیش کی گئی۔ احمدیہ مسلم نصرت جہاں کلینک کے افتتاح کی خبر نیشنل ریڈیو اور ٹی وی پر نشر بھی ہوئی۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔